ہمیشہ دہرائے گا زمانہ، کلامِ عشق یہ والہانہ
کسی حسیں کا نہیں فسانہ، یہ ایک عاشق کی داستاں ہے



مرشدنا و مولانا صدیقِ زمانہ جاں نثارِ شیخ
قرۃ اعیننا، سکینۃ صدورنا، امام السالکین عارف العارفین

حضرت اقدس شاہ سیّد عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے مختصر

حالاتِ زندگی اور سانحۂ وفات

مؤلف

سہیل احمد عفا اللہ عنہ

خادمِ خاص حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ
وخلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا شیخ العرب والعجم مجددِ زمانہ عارف باللہ
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ادارۃ تالیفاتِ اختریہ
hazratmeersahib.com

عرضِ حال یا دِل کے آنسو

آج دل سے ضبطِ غم کا حوصلہ جاتا رہا
آج دل ہم سے گیا گزرا ہوا جاتا رہا

الفراق اے فرصتِ عشق و محبت الفراق
وہ اُمنگیں مٹ گئیں، وہ ولولہ جاتا رہا

الوداع اے آرزوئے چشمِ اُلفت الوداع
وہ طبیعت مرگئی، وہ حوصلہ جاتا رہا

آج تاحدِ نظر خوش رنگ منظر ہیں تو ہوں
جس سے دلچسپی تھی وہ رنگِ فضا جاتا رہا

عالمِ حسرت ہے، کیا مسرور ہوں کیا شاد ہوں
جو بنائے شوق تھا وہ سلسلہ جاتا رہا

وحشتِ دل سے نہ گھبراؤں تو آخر کیا کروں
جس سے لطفِ زیست تھا وہ مشغلہ جاتا رہا

ایک خوش وقتی کی صورت کیا مٹی دل مرگیا
ایک دل کیا مرگیا، ہر حوصلہ جاتا رہا

کام کیا بگڑا کہ جانِ زار صرف یاس ہے
آس کیا ٹوٹی کہ جینے کا مزا جاتا رہا

یا نشاطِ وصل تھی سو عیش تھے سو لطف تھے
یا باستثنائے حسرت ہر مزا جاتا رہا

آج سو سامانِ عشرت جلوہ گستر ہیں تو ہوں
اک خوشی تھی چل بسی، ایک لطف تھا جاتا رہا

(از اشرف السوانح)



فہرست



عرضِ مرتب

مدینہ منورہ میں دوپہر کا وقت تھا، سن ۱۱ ہجری، ربیع الاول کی **۱۲** تاریخ اور دوشنبہ کا دن۔ کچھ دیر قبل ہی دنیا پر ایسا سانحہ گذرا ہے کہ اُس سے بڑھ کر سانحہ اس امت پر نہ آئے گا، حضور سرورِ کائنات، وجہِ تخلیقِ کائنات، شافعِ محشر، ساقیِ کوثر، محبوبِ دوعالم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے تمام محبوبین اور جاں نثاروں پر اپنے محبوب سبحانہٗ تعالیٰ کی رفاقتِ اعلیٰ کو ترجیح دیتے ہوئے اس دنیا سے پردہ فرمایا ہے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ہوش اُڑ گئے، تمام مدینہ میں تہلکہ پڑ گیا۔ حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہٗ ایک سکتہ کے عالم میں دیوار سے پشت لگائے بیٹھے ہیں، بات نہیں کر سکتے، حضرت علی رضی اللہ عنہٗ زاروقطار روتے روتے بے ہوش ہو گئے۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا اور دیگر ازواجِ مطہرات رضی اللہ عنہن پر جو صدمہ کا پہاڑ گرا اُس کا پوچھنا ہی کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہٗ کی پریشانی اور حیرانی سب ہی سے بڑھی ہوئی تھی۔ اتنے میں نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدیق گھوڑے پر سوار آئے، حجرۂ مبارکہ میں اجازت لے کر داخل ہوئے۔ تمام ازواجِ مطہرات حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے گرد بیٹھی ہوئی ہیں سوائے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کے سب نے چہرہ ڈھانپ لیا اور پردہ کر لیا۔ صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ نے چہرۂ انور سے چادر کو ہٹایا، آنکھوں سے آنسو جاری ہیں، ہچکیاں بندھی ہوئی ہیں اور سینہ سانس سے ہل رہا ہے۔ پیشانی مبارک کو بوسہ دیا، روتے جاتے ہیں اور کہتے جاتے ہیں ’’میرے ماں باپ آپ پر فدا ہوں آپ حیات اور

موت دونوں میں پاکیزہ رہے۔ آپ کی ذات بابرکات توصیف سے بالا اور برتر ہے اور گریہ وزاری سے مستغنی ہے۔ اگر آپ کی موت خود آپ کی اختیار کردہ نہ ہوتی تو ہم آپ کی موت کے لئے اپنی جانیں قربان کردیتے اور اگر آپ ہم کو زیادہ رونے سے منع نہ فرماتے تو ہم اپنی آنکھوں کا پانی ختم کرڈالتے۔ اے اللہ! ہمارا یہ حال ہمارے نبی کو پہنچادے اور اے محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم عاشقوں کو بارگاہِ خداوندی میں یاد رکھنا۔''[۱]

دو سال ۳ ماہ بعد سن ۱۳ ہجری میں ۲۲ جمادی الثانی بروز دوشنبہ، مغرب اور عشاء کے مابین اِسی پروانۂ نبوت حضرت سیدنا ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہٗ نے عالمِ آخرت کے لئے رختِ سفر باندھا تو اماں عائشہ رضی اللہ عنہا کے غم کی کیفیت اس طرح تھی۔ فرماتی ہیں'' پیارے ابا جان! خدا آپ کے چہرہ کو نورانی کرے اور آپ کی کوششوں کا نیک پھل لائے...... آپ کی مصیبت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے انتقال کے بعد سب سے بڑی مصیبت ہے...... خدا آپ کو اس رخصت کرنے والی کا سلام پہنچائے......''[۲]

تھانہ بھون میں رات عشاء کی نماز کا وقت تھا۔ سن ۱۳۶۲ھ اور رجب کی ۱۶ تاریخ مطابق ۱۹ جولائی ۱۹۴۳ء۔ جامع المجددین، حکیم الامت حضرت مولانا شاہ اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے ۸۲ برس کی عمر میں رحلت فرمائی تو حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نمازِ وتر کے تشہد میں تھے کہ دل میں عظیم تغیر محسوس ہوا جیسے بالکل کورے رہ گئے ہوں۔ جب خانقاہ حاضر ہوئے تو معلوم ہوا ابھی ابھی پانچ منٹ ہوئے حضرت مجدد کا انتقال ہوا ہے۔ حجرۂ شیخ میں جب حاضر ہوئے بے تابانہ سرہانہ حاضر ہوکر پیشانی مبارک کو بوسہ دیا اور آنکھوں سے لگایا۔

صرف ایک سال ایک ماہ بعد ۱۷ اگست ۱۹۴۴ء کو حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ

---

[۱] اتحاف شرح احیاء العلوم؛ الروض الانف شرح ابن ہشام [۲] معجم ابی یعلی الموصلی؛ المجالسۃ وجواہر العلم

کے اِسی عاشقِ زار خواجہ مجذوب رحمۃ اللہ علیہ نے رحلت فرمائی تو علامہ سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت مولانا فقیر محمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ ''گفتۂ مجذوب'' میں سانحۂ وفات کے ذیل میں لکھتے ہیں کہ حضرت شیخ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کی مفارقت کا جو صدمہ خواجہ صاحب کے دل پر تھا اگر وہ ایسے حکیم الامت شیخ کے تربیت یافتہ نہ ہوتے تو عجب نہیں کہ مجذوب سے مجنون ہوجاتے۔ جو ایک سال مزید حیات رہے تو حال یہ تھا کہ ایک لمحہ کسی جگہ قرار نہ تھا۔ آج یہاں کل وہاں آج اس شہر میں کل اُس بستی میں غرضیکہ بقیہ مختصر زندگی اپنے پیر بھائیوں کے پاس جا جا کر ملاقاتیں کرنے میں گذار دی تا کہ حضرت شیخ کے اکابر خدام سے مل مل کر طلب کی پیاس بجھائی جائے، فرماتے تھے ؎

کوئی مزا مزا نہیں کوئی خوشی خوشی نہیں
تیرے بغیر زندگی موت ہے زندگی نہیں

کراچی کے علاقہ گلشن اقبال میں ۲۳ رجب ۱۴۳۴ھ مطابق ۲ جون ۲۰۱۳ء بروز دوشنبہ عین نمازِ مغرب کا وقت تھا۔ خانقاہ امدادیہ اشرفیہ میں رومیٔ ثانی تبریز دوراں مجددِ زمانہ شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ نے تقریباً ۸۵ برس کی عمر میں اس دارِ فانی سے عالمِ بقا کی طرف کُوچ فرمایا تو خادمِ خاص حضرتِ اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ مغرب کی نماز باجماعت ادا کر کے واپس آئے اور دو رکعات سنت ادا کیں۔ تھوڑی ہی دیر بعد یہ سانحہ رونما ہوا، حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زار و قطار روتے ہوئے اپنے محبوب شیخ کی پیشانی مبارک پر بوسہ دیا۔ حضرت والا کی سوانح میں رقمطراز ہیں کہ آج غروبِ آفتاب کے ساتھ ہی عشق ومحبتِ الٰہی کا آفتابِ عالمتاب بھی غروب ہوگیا، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے دردِ محبت کی جو میراث اپنی تصانیف وتالیفات کی شکل میں چھوڑی ہے ان شاء اللہ قیامت تک

امت اس کو پڑھ کر اشکبار ہوگی کہ آہ! ایسا تابندہ آفتابِ محبت آفاقِ عالم پر جلوہ گر تھا۔

محض دو سال بعد ۱۳ رجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۲ مئی ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے انہی خادم خاص، میرے شیخِ ثانی، بزبانِ شیخ وقت کے حسام الدین، حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے وفات پائی تو بے اختیار ذہن اس طرف گیا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی دو سال ہی بقیدِ حیات رہے، خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ تو شیخ کے جانے کے بعد محض ۱۳ ماہ ہی مزید جی سکے اور اب حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی کُل ۲۳ ماہ مزید باحیات رہ کر راہیٔ عالم بقا ہوئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون

داغ فراقِ صحبتِ شب کی جلی ہوئی
اک شمع رہ گئی تھی سو وہ بھی خموش ہے

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خانقاہِ شیخ سے ہجرت کے بعد ہر وقت دل میں یہ دھڑکا لگا رہتا تھا کہ نہ جانے کب یہ چھپی ہوئی حقیقت ظاہر ہوجائے کہ اِنَّكَ مَيِّتٌ وَّاِنَّهُمْ مَّيِّتُوْنَ[1] اور كُلُّ شَيْءٍ هَالِكٌ اِلَّا وَجْهَهٗ[2]

ظاہری امراض کی وجہ سے جو اندیشے تھے وہ اپنی جگہ، بعض خلافِ مزاج باتوں کی وجہ سے آئے دن دل میں انجائنا کا درد ہوتا رہتا تھا، مزید پریشانی یہ ہونے لگی کہ معالج حضرات کی رائے کہ آپ صرف آرام کریں اور حضرت میر صاحب کا شوق کہ وقتِ آخر آنے سے پہلے زیادہ سے زیادہ تصنیف وتالیف کا کام کرکے ذخیرۂ آخرت کرلوں اور حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کے حضور میرا یہ عمل پیش ہو تو آپ کی روحِ مبارک مجھ سے خوش ہوجائے۔

باقی تفصیل تو رسالہ ہٰذا میں قارئین خود ہی ملاحظہ فرمالیں گے تاہم ایک

---

[1] سورۃ الزمر: آیۃ ۳۰ [2] سورۃ القصص: آیۃ ۸۸

بات اپنی اصلاح کے لئے بھی اور قارئین کو توجہ دلانے کے لئے عرض کروں گا کہ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آخری دنوں میں سالکین، زائرین اور اہلِ محبت کی جو کثیر آمد و رفت ہوئی جبکہ حضرت کی صحت کمزور ہونے کی بناء پر بمشکل ہی ملاقات ہو پاتی تھی۔

اُف وہ پروانے کہ سمٹے ہی چلے آتے ہیں
ہائے وہ شمع کہ خاموش ہوئی جاتی ہے

اور انتقال ہوتے ہی پورے ''بیتِ میر'' میں ایک قدم چلنا مشکل ہو گیا تھا۔ یہی منظر حضرتِ والا شیخ العرب والعجم رحمۃ اللہ علیہ کے سانحۂ وفات پر نظر آیا کہ پوری خانقاہ، مسجد کی تمام منزلیں، صحن، برآمدہ سب محبین سے بھر گئے تھے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ایسی قدر اگر ہم اپنے مشائخ کی اُن کی حیات میں کرلیں تو نہ جانے کہاں سے کہاں پہنچ جائیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور آپ تمام قارئین کو بھی اپنے اپنے مشائخ کی ان کی حیات میں ایسی ہی قدر و منزلت کرنے کی توفیق عطا فرمائے جیسی ان کی وفات کے بعد معلوم ہوتی ہے۔

دل کے جانے کا شہیدی حادثہ ایسا نہیں
کچھ نہ روئے آہ گر ہم عمر بھر رویا کئے

آخر میں، احقر حضرت مولانا مفتی شاہ محمد امجد صاحب اور حضرت مولانا شاہ عبدالمتین صاحب ادام اللہ ظلالھم علینا دونوں حضرات کا تہہ دل سے مشکور و ممنون ہے کہ اول کے توجہ دلانے پر حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے حالات چند صفحات پر لکھ کر ان حضرات کی خدمت میں ارسال کئے تھے۔ اپنی اعلیٰ ظرفی اور شفقت سے اُن پر اظہارِ پسندیدگی فرمایا اور ثانی کے توجہ دلانے پر کہ ان صفحات کا اختتام کچھ اور تفصیل

سے لکھو، مزید کچھ حالات لکھنے کی توفیق ہوئی اور بالآخر اب یہ رسالہ طباعت کے لئے جارہا ہے۔ اور پھر میرے شیخ ثالث، میری آنکھوں کا نور، میرے دل کا سکون حضرتِ اقدس شاہ فیروز میمن صاحب دامت برکاتہم

جانِ من جانانِ من سلطانِ من
اے تو درمانِ دلِ رنجانِ من
بہر سوزِ تشنگی تو آبِ من
اے فدایت ایں دلِ بے تابِ من
اے دوائے ایں دلِ رنجورِ ما
اے قرارِ ایں دلِ مہجورِ ما [۱]

میرا ہر بُنِ مُو ان کے لئے دعا گو ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی صحت میں، عمر میں، دردِ دل میں، فیضِ عام میں اپنی شانِ کرم کے شایانِ شان برکت عطا فرمائے، مجھے بھی اُن کے دردِ دل سے محروم نہ فرمائے، اور ایک ذرہ اپنی محبت کے درد کا محض اپنے کرم اور ان کے واسطہ سے عطا فرمادے۔

یہ اخترؔ (سہیل) خاکِ تیرہ بے زباں بے سروساماں ہے
مگر مٹی پہ بھی فیضِ شعاعِ مہرِ تاباں ہے

اگر اللہ تعالیٰ کے آفتابِ کرم کی ایک شعاع اس ناکارہ پر پڑ جائے تو اسی وقت ساری بگڑی بن جائے۔

میرا تو کام بن گیا میرا نصیب جاگ اُٹھا

---

[۱] ترجمہ: اے میرے پیارے شیخ آپ ہی میری زندگی بلکہ زندگی سے زیادہ محبوب ہیں اور میرے دلِ بیمار کا درماں ہیں۔ محبتِ الٰہیہ کی پیاس کے لئے آپ مثلِ آبِ سرد کے ہیں، اسی لئے میرا دلِ بے تاب آپ پر فدا ہے۔ میرے دلِ بیمار کی آپ ہی دوا ہیں اور میرے دلِ بے قرار کا آپ ہی قرار ہیں۔

حضرت شیخ دامت برکاتہم کی حوصلہ افزائی اور کتاب ہٰذا کے لئے درکار مدد کی فراہمی اور زبردست مشاغل کے باوجود بار بار تصحیح کرنا جس کے بغیر ایک قدم بھی آگے بڑھنا ممکن نہ تھا۔ساتھ ہی اللہ تعالیٰ کے حضور قبولیت کی دُعا اور تقصیرات کی معافی چاہتا ہوں کہ مَا اَصَابَكَ مِنْ حَسَنَةٍ فَمِنَ اللّٰهِ اور مَا اَصَابَكَ مِنْ سَيِّئَةٍ فَمِنْ نَّفْسِكَ۔لہٰذا اے قارئین کرام! اس کتاب میں جو خوبی نظر آئے تو اُسے حق تعالیٰ کی ناکارہ پر مہربانی گردانیں اور کوئی خطا و غلطی نظر آئے تو مجھے قصور کار سمجھتے ہوئے اطلاع ضرور دیں تاکہ غلطی کی اصلاح کر لی جائے۔

حق تعالیٰ اپنی رحمت سے اور اپنے حبیب رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے صدقے میں قبول فرما کر اُمتِ محمدیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے اس کتاب کو ہدیۂ نافعہ اور احقر کے لئے صدقۂ جاریہ فرمادیں۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم
و تب علينا انك انت التواب الرحيم

العارض العبد الضعیف
سہیل احمد عفا اللہ عنہ
''بیتِ میر'' گلستانِ جوہر کراچی
۲۴ شوال المکرم ۱۴۳۶ھ
۱۰۔اگست ۲۰۱۵ء

نوٹ: اس رسالے کے لکھنے میں درج ذیل کتابوں سے مدد لی گئی ہے:
*سیرۃ المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (۳ جلد) *اشرف السوانح *آپ بیتی *گفتۂ مجذوبؒ *فیضانِ محبت *آئینۂ محبت

خَالِطُوْ هُمْ لِتَكُوْنُوْا مِثْلَهُمْ
کا عہدِ زرّیں تمام ہوا!

کوئی بھی شخص جس نے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا اپنے شیخ کے ساتھ تعلق دیکھا ہو، اسے اس تعلق کو بیان کرنے کے لئے محبت کا لفظ بہت ہلکا معلوم ہوگا، اسے وارفتگی کہہ لیں، جاں نثاری کہہ لیں یا پھر فنافی الشیخ کا اعلیٰ مقام کہہ لیں، غرض جو اعلیٰ سے اعلیٰ، بلند سے بلند تشبیہ دے لیں وہ سورج کو چراغ دکھانے کے مترادف ہے۔ حضرت والا میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً ۴۶ برس کی شبانہ روز صحبت، جو آپ نے حضرت والا شیخ العرب والعجم عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی اٹھائی، ۲۰۱۳ء میں حضرت کی رحلت کے بعد کوئی بھی یہ توقع نہیں رکھتا تھا کہ آپ حضرت والا کے بغیر ایک لمحہ بھی گذار سکیں گے۔ خود بار بار حضرت سے آکر عرض کرتے کہ حضرت! آپ نے فرمایا تھا میں اور تو ساتھ ساتھ چلیں گے، تو اپنا وعدہ بھول نہ جایئے گا۔ لیکن پھر یہ عجیب منظر بھی دیکھا کہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے محبین و خادمین ہچکیوں سے رو رہے تھے اور حضرت میر صاحب صبر کا پیکر بنے سب کو تسلی دے رہے تھے اور آج وہی منظر دوبارہ دیکھا کہ حضرت میر صاحب کا انتقال ہوا اور سب زار و قطار رو رہے تھے لیکن کوئی تسلی دینے والا نہ تھا، بعض خصوصی احباب کی زبان سے یہ کیفیت دیکھ کر بے اختیار نکل گیا کہ ایسا لگتا ہے حضرت شیخنا و مرشدنا کا انتقال دو سال قبل نہیں بلکہ آج ہوا ہے ۔

شہر میں جو ہے سوگوار ہے آج | اپنا بے گانہ اَشک بار ہے آج
رخصتِ موسمِ بہار ہے آج | رحلتِ فخرِ روزگار ہے آج

حضرت میر صاحب کو دیکھ کر عشقِ شیخ کا مفہوم سمجھ میں آتا تھا۔

محبت کے لیے کچھ خاص دل مخصوص ہوتے ہیں
یہ وہ نغمہ ہے جو ہر ساز پر چھیڑا نہیں جاتا

خود فرماتے تھے کہ میں کوئی شاعر نہیں ہوں لیکن حضرت والا کے عشق ومحبت میں حضرت میر صاحب کا جو کلام ہے وہ بڑے بڑے قادر الکلام شعراء کو شرمندہ کرتا ہے، حضرت والا کا یہ مصرع آپ کے حسبِ حال تھا۔

مجھ کو تمہارے درد نے شاعر بنا دیا

ایک شاعر نے تو کہا تھا۔

شمس و قمر کی روشنی دہر میں ہے ہوا کرے
مجھ کو تو تم پسند ہو اپنی نظر کو کیا کروں

اب اسی مضمون کو حضرت میر صاحب کے الفاظ اور تشبیہات میں ملاحظہ فرمائیں پھر اندازہ ہوگا کہ شیخ کا عشق کیا کیمیا اثر رکھتا ہے اور اُس نے میرِ اختر کے دردِ بے زبان کو کن الفاظ ومعانی میں ڈھالا تھا۔

دیکھے ہیں گو ہزار ہا شمس و قمر جہان میں
سارے جہان میں کوئی آپ سا خوبرو نہیں
حُسن میں لاجواب تو، عشق میں لاجواب میں
عشق کہاں جو میں نہیں، حُسن کہاں جو تو نہیں
حق نے دیا ہے شیخ وہ، منزل ہے جس کا ہر قدم
میرؔ شکستہ پا کو اب منزل کی جستجو نہیں

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے پہلا تعارف

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پہلی مرتبہ ۱۹۸۳ء میں دیکھا جب احقر حضرت والا شیخ اول حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوّر اللہ مرقدہ کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوا۔ اس وقت احقر ۔۱۸۔ سالہ نوجوان تھا اور چہرہ پر داڑھی کا نام ونشان بھی نہ تھا جبکہ حضرت میر صاحب کی عمر تقریباً۔ ۴۴۔ سال اور ہمارے حضرت والا کی عمرِ مبارک ۔۵۵۔ سال تھی۔ اُس وقت حیرت سے دونوں شیخ و مرید کو دیکھتا تھا کہ اتنے بوڑھے شیخ کے ساتھ ایک اور بڑے میاں بچوں کی طرح لگے لپٹے رہتے ہیں جبکہ دونوں ہم عمر ہی لگتے تھے۔ پھر جیسے جیسے وقت گذرتا گیا، شیخ پر مر مٹنے، فنا فی الشیخ اور فنائے رائے کے عجیب عجیب نظائر دیکھنے کو ملے۔ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ پر کس طرح فدا رہتے تھے اور شیخ کا عشق آپ کی رگِ جان میں کس قدر گہرا پیوست تھا، اس کیفیت کو حضرت میر صاحب نے اپنے ان اشعار میں نا قابلِ فراموش انداز میں بیان کیا ہے ؎

مرے شیخ کے پاس آ کر تو دیکھو، محبت کے دن ہیں محبت کی راتیں
ارے وہ تو خود ہیں سراپا محبت ، سنو گے بس ان سے محبت کی باتیں

کہاں کا گناہ ، معصیت کیسی یارو، تم اندھے ہو کیا اس حقیقت کو جانو
نہیں تیس برسوں میں اک لمحے کو بھی سنی میں نے حضرت سے غفلت کی باتیں

محبت کو کوئی اگر جسم ملتا، وہ ہوتا سراپا مرے شیخ ہی کا
کہ ہم نے نہیں دیکھی ایسی محبت ، نہ ایسی سنی ہیں محبت کی باتیں

اس زمانہ میں حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جلال اپنے عروج پر ہوتا تھا اور خانقاہ کے اصول وضوابط کی خلاف ورزی پر سالکین کا پہلا واسطہ حضرت میر صاحب ہی سے پڑتا تھا، لہٰذا جب کسی سالک کو حضرت میر صاحب ڈانٹتے تھے تو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ آپ کی ڈانٹ کو اپنے پیمانہ میں تولتے تھے کہ اس وقت ڈانٹ کی ضرورت تھی بھی یا نہیں؟ اور کس درجہ شدت کی ڈانٹ کی ضرورت تھی اور میر صاحب نے کتنا ڈانٹا ہے؟ چنانچہ جب حضرت سمجھتے کہ میر صاحب نے زیادہ ڈانٹ دیا ہے تو اب میر صاحب زیرِ عتاب آ جاتے۔ کئی مرتبہ حضرت والا کے حکم پر انہی لوگوں سے معافی مانگی جنہیں ڈانٹا تھا حتیٰ کہ ایک مرتبہ بھری مجلس میں ایک صاحب کے جوتے بھی سر پر رکھ کر معافی مانگی اور اپنے یہ اشعار خدمتِ شیخ میں عرض کر کے دوبارہ حضرت کو راضی کر لیتے تھے ؎

اس جنونِ عشق کا بھی کچھ تو سودا کیجئے
اب کبھی مجھ سے نہ روٹھیں گے یہ وعدہ کیجئے
یہ جنونِ عشق ہے یہ مجھ سے چُھٹ سکتا نہیں
لاکھ رسوا کیجئے لاکھ آزمایا کیجئے
یوں نہ کیجئے فاش رازِ دل بہ ایں چیں بر جبیں
اس نگاہِ لطف سے مجھ کو نہ دیکھا کیجئے
آپ روٹھیں ہم منائیں ہے یہ شیوہ عشق کا
اور یہ منت کریں ہم سے نہ رُوٹھا کیجئے

اور

ہائے وہ خشمگیں نگاہ، قاتلِ کبر و عجب و جاہ
اس کے عوض دلِ تباہ میں تو کوئی خوشی نہ لوں

خانقاہ امدادیہ اشرفیہ، گلشن اقبال میں حضرت والا مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کا مرکزی بیان جمعہ کے دن ہوا کرتا تھا (اس وقت ملک میں جمعہ کے دن چھٹی ہوتی تھی) پہلے پہل کئی سال تک یہ بیان خانقاہ میں ہوتا تھا، پھر جگہ کی تنگی اور کچھ مرمتی کاموں کی بناء پر عارضی طور پر مسجدِ اشرف میں ہونے لگا، بالآخر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے مسجد ہی میں بیان کو مستقل فرمادیا۔ جن دنوں میں خانقاہ میں مجلس ہوتی تھی تو حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ خود اپنی نگرانی میں تمام انتظامات کرواتے تھے مثلاً حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے صوفے کی چادر تبدیل کروانا، پوری خانقاہ میں سفید چاندنی بچھوانا، مائیک اور لاؤڈ اسپیکر وغیرہ لگانا۔ مجلس کا آغاز حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے حکم سے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کتاب سے ملفوظات سنا کر کیا کرتے تھے۔ پھر اختتامِ مجلس تمام چیزوں کو دوبارہ سمیٹ کر الماری میں رکھواتے، پھر کہیں قبلِ عصر کچھ دیر آرام کیا کرتے تھے۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر حضرت میر صاحب نے کئی سال تک پاکستان اسٹیل مل میں بڑے عہدہ پر ملازمت بھی کی۔ (حضرت والا کا منشاء یہ تھا کہ میر صاحب کے خاندان والے یہ طعنہ نہ دیں کہ پیر صاحب نے اپنے مرید کو رہبانیت کی راہ پر لگادیا۔ جامع) حضرت میر صاحب کو ڈیوٹی پر لانے لے جانے کے لئے سرکاری گاڑی آتی تھی۔ ڈیوٹی پر روانہ ہونے سے پہلے حضرت میر صاحب بار بار حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو حسرت سے دیکھتے تھے کہ یہ شام تک کی جدائی بھی ان پر شاق گذرتی تھی۔ ادھر شیخ بھی اپنے عاشقِ زار سے غافل نہیں ہوتے تھے اور حاضرین سے فرماتے رہتے تھے کہ میر صاحب کے آنے میں اب اتنی دیر رہ گئی ہے۔ یہاں ''آئینۂ محبت'' سے ایک واقعہ نقل کرتا ہوں جس سے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میر صاحب کی صبح سے شام تک کی فرقت کی صحیح کیفیت سامنے آئے گی۔

نہ جایا کرو تم مجھے چھوڑ کر

(از آئینہ محبت: ص ۶۷)

راقم الحروف احقر میر عفا اللہ تعالیٰ عنہ عرض کرتا ہے کہ بوجہ ملازمت احقر روزانہ بادِلِ ناخواستہ اسٹیل مل جاتا تھا۔ ایک دن شام کو واپس ہوا تو احقر کو دیکھتے ہی میرے شیخ سراپا لطف وکرم نے فی البدیہہ یہ اشعار فرمائے اور کیا بتاؤں کہ احقر کے افسردہ دل کو خوشیوں کی کیا سلطنت عطا کر دی۔

نہ جایا کرو تم مجھے چھوڑ کر — یہ جانا ہے عہدِ وفا توڑ کر
اگر تم ہوئے میر مجھ سے جُدا — تو اُلفت مری دے گی تم کو سزا
کبھی میر کھا کے فریبِ بہار — وہ دہلی سے جاتے ہیں سُوئے بہار[1]
مگر دل میں پاتے نہیں جب قرار — تو لاتا ہے واپس اُنہیں اضطرار
گناہوں کی لذّت میں ذلّت ہے میر — سیادت کی عزّت پہ لعنت ہے میر
وہ صورت سے لگتا ہے گو بایزید — نہ کر کام جس پر ہے مارِ حدید

(کراچی ۱۹ ذوالقعدہ ۱۴۰۳ھ مطابق ۲۹۔ اگست ۱۹۸۳ء)

اسٹیل مل کی دورانِ ملازمت ایک بڑا افسر حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بہت تنگ کرتا تھا، بات بات پہ ڈانٹتا تھا، بلاوجہ طعن وتشنیع کرتا تھا۔ آخر ایک مرتبہ حضرت والا شیخ رحمۃ اللہ علیہ نے چہرہ سے اندازہ لگایا کہ میر صاحب کچھ غمزدہ ہیں۔ دریافت فرمایا کہ میر صاحب! کیا بات ہے؟ آپ کچھ پریشان لگ رہے ہیں۔ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اُس افسر کی ایذرسانی بیان کر دی۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ''اب اگر وہ آپ کو کچھ کہے تو ڈانٹ کر کہنا کہ اس لہجہ میں مجھ سے بات مت کرو ورنہ جلا کر راکھ

---

[1] مُرادراہِ نامرضیِ حق ہے۔

کردوں گا۔'' حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ یہ سن کر ہنس پڑے کہ شاید حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ مزاح فرمارہے ہیں۔ اس پر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے ڈانٹ کر فرمایا ''جیسے میں کہہ رہا ہوں ویسے ہی کرنا۔'' اگلی مرتبہ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اِنہیں الفاظ میں اُسے ڈانٹ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اُس کے دل میں رعب ڈال دیا۔ پھر کچھ کہتا ہی نہ تھا۔ حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو دفتر پہنچنے میں کافی دیر ہوگئی، وہ افسر اور دیگر مخالفین اس انتظار میں تھے کہ آج حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خوب ڈانٹ لگوائیں گے اور حضرت بھی سوچ رہے تھے کہ آج اگر ڈانٹ لگائی تو افسر اس میں حق بجانب ہوگا۔ لیکن جب حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے دفتر میں جا کر بیٹھے ہیں تو برابر کے کمرہ سے ان کے کانوں میں مخالفین کی یہ آواز آئی کہ سر! آپ تو عشرت صاحب کو کچھ کہتے ہی نہیں؟ یہ کوئی وقت ہے دفتر آنے کا؟ اس پر اُس افسر نے جھلاّ کر کہا کہ میں اِن کو کیا ڈانٹوں! یہ شخص تو مجھے خواب میں آکر ڈراتا ہے۔

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اعلیٰ عہدہ کی بڑی تنخواہ کا مصرف یہ ڈھونڈا کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے بیانات محفوظ کرنے کی نیت سے بیش قیمت ٹیپ ریکارڈر اور پورے مہینہ کے لئے اصلی جاپانی کیسٹ اور ٹیپ ریکارڈر کے لئے ایک نمبر کے بیٹری سیل خرید کر رکھ لیتے اور باقی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو ہدیہ پیش کردیتے۔ آخر وہ وقت بھی آیا کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی اجازت سے اس ملازمت سے استعفیٰ دے کر خانقاہ اور شیخ ہی کے ہوکر رہ گئے۔ شیخ نے بھی اپنے عاشقِ زار کا دیوانہ پن دیکھ کر حضرت میر صاحب کو حضر کے ساتھ اپنا رفیقِ سفر بھی بنالیا جس کے بعد حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مختلف شہروں اور مختلف ممالک کے اسفار شروع ہوئے اور مختلف اسفار میں ہونے والے حضرت والا مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کے

بیانات اور مجلسیں کیسٹوں اور کتابوں میں محفوظ ہوئیں اور پھر ان کے سفر نامے مرتب ہوئے۔ سفر میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مشغولی کے باوجود اتنے جامع سفر نامے مرتب ہوجانا حضرت والا اور حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہما کی کرامت ہے کیونکہ دن بھر بیانات، مجلسیں، دواؤں کی پابندی کی وجہ سے برائے نام ہی آرام کا وقت ملتا تھا۔ جب رات کو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ آرام فرما ہوجاتے تو حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ جیبی ڈائری، جو ہر وقت ساتھ رکھتے تھے، اس میں پورے دن کی مجالس کے حالات اور اشارات لکھ لیتے تھے اور پھر پاکستان آکر اپنی ڈائریوں اور کیسٹوں میں ٹیپ شدہ مجالس سے سفر نامہ مرتب کرتے تھے۔

حضرت مرشدی شیخ العالم رحمۃ اللہ علیہ کے اہلِ خانہ کی خدمت

حضرت میر صاحب اُس زمانہ میں حضرت والا کے گھر کا سودا سلف خود بازار سے لایا کرتے تھے اور بازار کافی فاصلہ پر تقریباً نصف کلومیٹر دور تھا، جس کے لئے ایک سائیکل رکھی ہوئی تھی، چونکہ خوب فربہ تھے اور سائیکل پر عام انداز میں سوار نہیں ہوسکتے تھے۔ جب سوار ہونا ہوتا تو سڑک کنارے کوئی اونچی جگہ ڈھونڈتے اور ایک پاؤں اس پر رکھ کر سوار ہوتے تھے۔ طبیعت پر جذب غالب تھا اور دبلی پتلی سی سائیکل پر مرشدی حضرت میر صاحب جب روانہ ہوتے تھے تو سائیکل ایک سمت میں نہیں چلتی تھی بلکہ عجب دلفریب صورت ہوتی تھی۔

حضرت پیرانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کا وجودِ باجود ہم مسکینوں کے لئے جو خانقاہ کے غلام و جارُوب کش تھے، نہایت ہی باعثِ برکت اور غائبانہ دعاؤں کا موجِب تھا، کیا پُرنور دن تھے اور کیسی سعید راتیں تھیں! ایک طرف خانقاہِ تھانہ بھون سے حیاتِ نَو پانے

* وجودِ باجود: جودوکرم کی ہستی　　* جارُوب کش: جھاڑو لگانے والے

والے تصوف کو ارضِ پاکستان کے کونے کونے اور اقصائے عالم میں پھیلانے والا امام السالکین اوراس کی اپنے مریدین کے باطن کی ایک ایک نوک و پلک کودرست کرنے والی توجہات تھیں تو ساتھ ہی امّی جان کی اہل خانقاہ کے لئے بے لوث دعائیں اور شفقتیں تھیں۔ اور حضرت میر صاحب تو گویا اپنے حقیقی والدین کی محبت کوبھول کر حضرت والا اور پیرانی صاحبہ ہی کواپنے ماں باپ سمجھتے تھے۔ صبح نو بجے اور شام بعد عصر بہت اہتمام سے خانقاہ کی خاص دم والی چائے تیار کرکے پیرانی صاحبہ کے لئے خود لے کر جاتے اور گھر کا دروازہ ذرا کھول کرآ واز لگاتے ! ''ابراہیم میاں ! دادی کے لئے چائے لے جایئے۔'' جب کبھی احقر عرض کرتا کہ میں رکھ کے آ جاتا ہوں توفرماتے، ''نہیں ! میں خود ہی پیش کروں گا۔'' لیکن بعد میں کبھی کبھی احقر کوبھی موقع دیتے تاکہ جب وہ خود حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر پر ہوں تو اس کی بھی تربیت ہوجائے اورامی جان کو انتظار کی زحمت نہ ہو۔ اس خدمت کے لئے حضرت میر صاحب اور احقر ایسے مستعد رہتے تھے کہ دیر نہ ہوجائے اور کہیں امی جان حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع نہ دیدیں کہ آج چائے نہیں آئی لہٰذا ایک، دوسرے کو یاد دلایا کرتا تھا کہ چائے بھیجنے کا وقت ہوگیا ہے، سب کام چھوڑ کر اس کی فکر کریں۔

یہ خدمت اس قدر بابرکت تھی کہ دل نور سے معمور ہوجاتا تھا، اور ایسا کیوں نہ ہوتا کہ پیرانی صاحبہ کے لئے توخود حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ والدہ مولانا مظہر میاں صاحبِ نسبت اور ولی اللہ ہیں اور میں ان کے وسیلہ سے دعا کرتا ہوں۔ جب حضرت میر صاحب، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ سفر پر ہوتے تو یہ خدمت اور دیگر خدمات بھی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ احقر کے ذمہ لگا کر جاتے تھے۔ الحمدللہ کہ امی جان احقر کی خدمات سے مسرور ہوتیں اور جب حضرت والا کا بیرونِ ملک سے ٹیلیفون آتا اور پیرانی صاحبہ سے دریافت فرماتے کہ سہیل چائے وغیرہ وقت پر بھیجتا ہے یا نہیں؟ تو حضرت والا ہی بتاتے کہ تمہیں مبارک بادی ہے کہ مظہر میاں کی اماں تم سے بہت خوش ہیں۔ اللہ تعالیٰ

امی جان کو ان شفقتوں کی بہترین جزا عطا فرمائے اور ان پاک روحوں کی خوشنودی کو اس بدتر از خلائق کی مغفرت کا بہانہ بنادے۔ آمین یارب العالمین ؎

ایں سعادت بزورِ بازو نیست
تا نہ بخشد خدائے بخشندہ

حضرت پیرانی صاحبہ کے ہاتھوں میں اللہ تعالیٰ نے عجیب لذت رکھی تھی، جب تک خانقاہ میں باورچی کا انتظام نہیں ہوا تھا، دو افراد کا سالن، دو مختلف قسم کا، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے گھر سے آیا کرتا تھا۔ جس میں سے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ بتایا کرتے تھے کہ یہ سالن مظہر میاں کی اماں نے تیار کیا ہے، ایک مرتبہ قورمہ اور کریلے کا سالن تھا، کریلے کا سالن جو امی جان نے پکایا تھا، اس قدر لذیذ تھا کہ قورمہ آخر تک رکھا رہا اور کریلے کا سالن ختم ہوگیا جبکہ کریلا کی کڑواہٹ مشہور ہے۔ خود حضرت والا نے فرمایا کہ کریلا نے قورمہ کو مات دے دی۔ ایک مرتبہ حضرت والا گھر سے خانقاہ تشریف لائے اور حضرت میر صاحب اور احقر کو بلا کر فرمایا کہ مظہر میاں کی اماں کو اپنے دو بیٹے اظہر اور اطہر، جو بچپن میں انتقال کر گئے تھے، کا بہت غم رہتا تھا، آج میں نے ان کو تسلی دی ہے کہ اللہ نے ہمارے دو بیٹے اپنے پاس بلا لئے لیکن اب دو بیٹے عشرت اور سہیل دے دیے ہیں، اب تم اظہر اور اطہر کا غم مت کیا کرو۔

ایک مرتبہ ۱۹۹۵ء میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ حضرت میر صاحب کے علاوہ احقر کو بھی بنگلہ دیش کے سفر میں ہمراہ لے گئے اور فرمایا کہ سہیل! اب میں نے تجھے بھی میر کی طرح ہر سفر میں اپنے ساتھ رکھنے کا فیصلہ کرلیا ہے، لیکن جب حضرت والا نے یہ فیصلہ امی جان کو سنایا تو انہوں نے حضرت والا سے شکایت کی کہ دو ہی تو مرید ہیں جو میری چائے اور دیگر ضروریات کا خیال رکھتے ہیں اور آپ دونوں ہی کو اپنے ساتھ لے جاتے ہیں۔

برس ہا برس کی یہ چائے بھیجنے کی عادت ایسی پختہ ہوگئی تھی کہ امی جان کی

رحلت کے بعد کئی دفعہ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے آواز دی کہ سہیل! امی جان کی چائے کا وقت ہوگیا ہے۔لیکن پھر یاد آنے پر آہ بھر کر رہ جاتے۔اللہ تعالیٰ حضرت پیرانی صاحبہ رحمۃ اللہ علیہا کو جنت الفردوس میں درجاتِ عُلیاء سے نوازے،ان کے لئے رفع درجات کی دعا کرنا ہم اپنی سعادت سمجھتے ہیں کہ اس کی برکت سے اللہ ہمیں بھی اپنی عنایتوں سے نوازش فرمائے۔آمین!

اسی طرح حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی اولاد اور اولاد کی اولاد کا بھی خود کو غلام سمجھتے تھے۔ایک جگہ تحریر فرمایا کہ ''احقر تو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا غلام تھا،ایک غلام کو اپنے گھر کا فرد فرما کر عزت بخشی۔''ایک موقعہ پر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو یوں آواز دی ؎

بیا بیا و زود بیا کہ ایں خانہ خانۂ تست[1]

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم اوران کے اہل خانہ کے لئے یوں رقم طراز ہیں:

''حضرت والاؒ کے پسماندگان میں الحمدللہ ایک صاحبزادے مولانا محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم (خلیفہ مجاز بیعت حضرت مولانا شاہ ابرارالحق صاحب ہردوئیؒ)اور صاحبزادی صاحبہ ہیں اور ماشاءاللہ پوتے،پوتیاں اور نواسے،نواسیاں ہیں۔حضرت کے سب پوتے ماشاءاللہ حافظ وعالم ہیں اور نہایت متقی،محبت والے اور خوش اخلاق اور حضرت والا کے اجازت یافتہ ہیں۔حضرت کے نواسے بھی ماشاءاللہ حافظِ قرآن ہیں اور سب نواسے نہایت صالح،متقی،متبع سنت اور محبت والے ہیں۔غرض حضرت کی تمام اولاد اور گھر والے این خانہ ہمہ آفتاب است کا مصداق ہیں۔اوراس غلام سے ایسی محبت فرماتے ہیں کہ احقر اس کا اہل بھی نہیں اور ممنون ہو کر جتنا شکر کرے کم ہے''

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سندھ بلوچ سوسائٹی تشریف لانے کے بعد کئی بار

---

[1] ترجمہ: آجا،آجا اور جلد آجا کہ یہ گھر تیرا ہی گھر ہے۔

حضرت مولانا مظہر صاحب مدظلہ اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی صاحبزادی صاحبہ مدظلہا کی خدمت میں ملاقات اور دعا کے لئے تشریف لے گئے۔ ایک مرتبہ گلشن خانقاہ حاضری دینے کے لئے تمام انتظامات کر لیے گئے، گاڑی میں بھی تشریف فرما ہو گئے لیکن بلڈ پریشر بہت کم تھا جس کی وجہ سے ڈاکٹر حضرات نے گاڑی کے سفر سے منع کر دیا کہ اس وقت نہ جائیں۔

آخری دفعہ جب حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بہت علیل تھے اور حضرت کے بھائی قاسم جمیل صاحب کا انتقال ہوئے چند روز گذرے تھے کہ حضرت مولانا مظہر صاحب مدظلہ تعزیت اور عیادت کے لئے ''بیتِ میر'' تشریف لائے۔ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بات کرنے میں بھی تعب ہو رہا تھا لیکن پھر بھی بہت خوشی کا اظہار فرمایا اور مولانا کی پیشانی کو بستر پر لیٹے ہوئے اپنے ہاتھ سے مس کر کے چوم لیا اور فرمایا کہ ''میں معذور ہوں، اُٹھ نہیں سکتا ورنہ آپ کی پیشانی چومتا'' اور بہت محبت سے بار بار دیکھتے رہے۔ یہی محبت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے پوتوں اور نواسوں سے بھی فرماتے تھے۔ اسی طرح خاص طور پر حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم صاحب مدظلہ اور حضرت مولانا حافظ محمد اسحٰق صاحب مدظلہ آخری دن تک جس قدر محبت فرماتے رہے، وہ ان حضرات کے قلبی تعلق پر شاہد عدل ہے۔ مولانا ابراہیم صاحب مدظلہ نے انتقال کے فوراً بعد زار وقطار روتے ہوئے آپ کی پیشانی پر بوسہ دیا، قبر کی جگہ خود متعین کی، قبر میں خود اُترے اور مولانا اسحٰق صاحب مدظلہ نے غسل اور کفن کے تمام انتظامات اپنے ذمہ لئے ہوئے تھے۔ **فجزاھم اللہ احسن الجزاء**

خانقاہ آنے والوں کی خدمت

ایک مرتبہ احقر نے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اطلاع دی کہ آٹا ختم ہو گیا ہے، تو فرمایا کہ اتنی جلدی کیسے ختم ہو گیا؟ ابھی تو آیا تھا؟ یہ جملے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ بھی سُن

رہے تھے۔ حضرت میر صاحب کو ڈانٹتے ہوئے فرمایا کہ میر صاحب! شکر ادا کرو کہ اللہ اپنے بندوں کو بھیج رہا ہے۔ آٹا جلد ختم ہوجانے کا ہرگز غم مت کیا کرو۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اپنے منتسبین کو بہت تاکید فرماتے تھے کہ اللہ کی محبت سیکھنے کے لئے خانقاہ آنے والوں کے قدموں کو اپنی نجات کا ذریعہ سمجھیں اور اس سبق پر بھی عمل کر کے ہمارے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے دکھا دیا۔ ماشاء اللہ کیسے کیسے ذوق وشوق سے خدمت کرتے تھے کہ اپنے آرام اور اپنے امراض کی بھی کوئی فکر نہ کرتے تھے ۔

دیوانہ بنے اُن کا، یہ ظرف نہ یہ ہمت
مجذوبؔ تو ہے اُن کے دیوانوں کا دیوانہ

ناشتہ میں آملیٹ بنانا، چائے تیار کرنا، کبھی تہری والے چاول اور کبھی کھچڑی اصلی گھی کے ساتھ کھلا رہے ہیں، کبھی یخنی پلاؤ اور کبھی پسندے اور ماش کی دال سے تواضع کرتے۔ اور ایک غضب کی ڈش جو حضرت والا کو بھی بہت پسند تھی، ثابت ماش جس کو اُڑَد کہتے ہیں، اس میں گوشت ڈال کر بعض وقت بیس بیس گھنٹے پکاتے تھے۔ اللہ اللہ۔ شیخ کو خوش کرنے کے لئے اور پیر بھائیوں پر اپنی جان کھپانے میں بھی اپنی مثال آپ تھے۔ آخری دن تک بیتِ میر کے احباب نے دیکھا کہ خود سخت تکلیف میں تھے اور خوراک نگلنے میں اور بات کرنے میں بھی تکلیف ہورہی تھی لیکن سب کے بارے میں دریافت فرمارہے تھے کہ فلاں نے کھانا کھالیا؟ فلاں کے لئے پرہیزی کھانا ہے یا نہیں؟ کسی کو کھانا کم تو نہیں ہوا؟ آہ!

بارِ احباب جو اٹھاتا تھا
دوشِ احباب پر سوار ہے آج
دلِ مضطر کو کون دے تسکیں
ماتمِ یارِ غم گسار ہے آج

دل میں مدت سے تھی خلش جس کی
وہی برچھی جگر کے پار ہے آج
دل کو باتیں جب اس کی یاد آئیں
کس کی باتوں سے دل کو بہلائیں

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مجرّد رہنا اور نکاح نہ کرنے کا راز

حضرت والا شیخ العرب والعجم رحمۃ اللہ علیہ خود اپنے اور اپنے متعلقین کے حق میں سنت کے مطابق زندگی گذارنے کے لئے فکرمند رہتے تھے۔ اسی لئے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تھے کہ حضرت میر صاحب کا نکاح ہو اور وہ مجرّد نہ رہیں۔ اس کے لئے خود بھی کوشش فرماتے تھے اور خود حضرت میر صاحب کے خاندان میں بھی رشتہ کی بات چلوائی تھی۔ ایک اور جگہ پر رشتہ کی بات چیت کافی حد تک ہو چکی تھی لیکن عین وقت پر جب سب معاملات طے ہو چکے تھے کہ رکاوٹ پیدا ہوگئی اور رشتہ نہ ہوسکا۔ لہٰذا پیر اور میر دونوں نے اسے من جانب اللہ اشارہ سمجھا کہ میر صاحب اسی طرح مجرّد رہیں اور شیخ اور خانقاہ کے لئے وقف رہ کر دین کی اشاعت میں اپنے دن ورات کو صرف کریں۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دلجوئی کے لئے فرمایا کرتے تھے کہ بعض اللہ والے، سنت اور شریعت کے پابند ایسے بھی گذرے ہیں کہ جنہوں نے ساری زندگی نکاح نہیں کیا۔ ان میں صاحبِ کرامت حضرت بِشر حافی رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں جن کے لئے زمین اپنی نجاستیں نگل لیتی تھی کیونکہ یہ اللہ کی زمین پر جوتے چپل پہن کر نہیں چلتے تھے، ننگے پاؤں چلتے تھے۔ اس کے علاوہ مسلم شریف کی شرح لکھنے والے علامہ محی الدین ابوزکریا نووی رحمۃ اللہ علیہ اور علامہ تفتازانی رحمۃ اللہ علیہ نے بھی

شادی نہیں کی۔ بعض وقت بندہ پر اللہ کی کوئی خاص تجلی ایسی ہوجاتی ہے کہ پھر وہ سمجھتا ہے کہ میں اگر نکاح کرلوں تو بیوی بچوں کے حقوق ادا نہیں کرسکوں گا لہٰذا وہ ساری زندگی پھر شادی نہیں کرتے۔

حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضری اور زیارت کا واقعہ

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے زندگی میں ایک مرتبہ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت اور مصافحہ کیا ہے جس کا واقعہ خود بیان فرماتے تھے کہ:

الحمدللہ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت میں نے بھی کی ہے، اُس وقت میں علی گڑھ میں پڑھتا تھا، بالکل نوجوان تھا، میرے ماموں حضرت مولانا ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوا کرتے تھے میں بھی کبھی کبھی حاضر ہوتا رہتا تھا، وہاں پتا چلا کہ حضرت حکیم الامت تھانویؒ کے خلیفہ حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ تشریف لائے ہوئے ہیں، نمازِ عصر کا وقت تھا اور مسجد میں جماعت ہوچکی تھی، ماموں نے کہا کہ چلو ہم مسجد میں نماز پڑھ لیتے ہیں، ہم جا رہے تھے تو اُدھر سے حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ، گریبان کُھلا ہوا، لنگی پہنے ہوئے، بال بکھرے ہوئے سامنے سے آرہے تھے، ایسا جلال اور عظمت معلوم ہوئی کہ میرے قدم اُٹھے نہیں جب تک حضرت گذر نہیں گئے، میں وہیں کھڑا رہا، جب حضرت گذر گئے تب ہم آگے گئے، اُس کے بعد حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس ہوئی اور حضرت مجلس میں پلنگ پر بیٹھے ہوئے تھے اور پاؤں نیچے لٹکے ہوئے تھے اور جب مجلس ختم ہوئی، لوگ قطار لگا کر حضرت سے مصافحہ کررہے تھے، میں بھی اُس قطار میں کھڑا ہوگیا، حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے دونوں ہاتھ سامنے کررکھے تھے اور گردن جھکا

رکھی تھی اور کسی کی طرف دیکھ نہیں رہے تھے اور مصافحہ کررہے تھے میں بھی حاضر ہوا اور مصافحہ کے لئے ہاتھ میں ہاتھ دیا تو حضرت نے گردن اُٹھا کر اچانک دیکھا۔ مجھے ایسا محسوس ہوا کہ پورے جسم میں ایک کرنٹ سا دوڑ گیا ہو، اللہ کے علم میں تھا کہ مجھے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس آنا ہے شاید اس ہی لئے یہ نظر پڑی تھی۔

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں پہلی حاضری

حضرت میر صاحب جب ہندوستان سے ہجرت فرما کر پاکستان آرہے تھے تو حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ (جو حضرت میر صاحب کے شیخِ اول ہیں) سے عرض کیا کہ پاکستان میں نیک صحبت کے لئے کس کے پاس جاؤں؟ تو حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ نے ہمارے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا نام اور پتا بتایا کہ آپ وہاں جایا کرنا، آپ کو وہاں نفع ہوگا۔ ادھر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ دعا فرمایا کرتے تھے کہ ''اے اللہ! آپ کی محبت کا مارا کوئی عاشق، جلا بھنا دل عطا فرما تا کہ اپنے عشق و محبت کے جو موتی آپ نے مجھے عطا فرمائے ہیں، یہ امانت اس کے دل میں منتقل کردوں۔'' لہٰذا جب حضرت میر صاحب حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں مستقل رہنے لگے تب حضرت والا نے فرمایا ''میں ایک عمر تو اپنے شیخ کے ساتھ رہا، پھر چھ سال کا وقفہ رہا، وہ میری تنہائی کا زمانہ تھا، کوئی میری آہ کا سمجھنے والا نہ تھا، دل چاہتا تھا کہ کوئی سوختہ جان ہو جس کے ساتھ میرے شب و روز گذریں کہ اللہ نے عشرت کو منتخب فرما کر میرے پاس بھیج دیا۔ یہ خود کیا آتے، علوم کی حفاظت کے لئے انہیں بھیجا گیا ہے۔'' چنانچہ حضرت میر صاحب کراچی پہنچ کر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوئے اور خود فرماتے ہیں کہ:

''پہلی ہی نظر میں ایسا محسوس ہوا جیسے مقناطیس احقر کو کھینچتا چلا جارہا ہے، حضرت والا سے عرض کیا کہ میں بہت سے بزرگوں کے پاس گیا ہوں لیکن یہ کیفیت جو آپ کے پاس محسوس ہورہی ہے کہ میرا آپ کے پاس سے اُٹھنے کا دل ہی نہیں چاہ رہا ہے، یہ کیفیت کہیں بھی نہیں ہوئی۔'' اسی طرح حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت مولانا شاہ محمد احمد صاحب پرتاب گڑھی رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا بھی بہت شوق تھا کیونکہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ ان کا تذکرہ اکثر اور بہت محبت سے فرماتے تھے۔ حضرت میر صاحب دعا کرتے تھے کہ اے اللہ ! جب تک میں مولانا پرتاب گڑھی کی زیارت نہ کرلوں، مجھے بھی موت نہ دے اور مولانا کو بھی باحیات رکھئے۔ الحمدللہ ! ہندوستان کے سفر میں اُن کی بھی زیارت ہوگئی مگر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے پہلے ہی فرمادیا تھا کہ محبت اور مناسبت کی جو بات تمہارے لئے میری ذات میں ہے، وہ تمہیں وہاں بھی محسوس نہیں ہوگی، جو لطف میرے ساتھ رہنے میں تمہیں آتا ہے وہ کہیں بھی نہیں آئے گا۔ حضرت میر صاحب فرماتے تھے کہ ''واقعی بات یہی تھی کہ جیسا قلبی تعلق مجھے حضرت والا سے نصیب ہوا، ویسا مجھے کسی بزرگ سے نصیب نہیں ہوا۔''

بہرحال، حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ روزانہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں آنے لگے اور بالآخر شیخ کے ہی ہوکر رہ گئے۔ عزیز رشتہ داروں نے طعنہ دیا کہ تم کن کے پاس جاتے ہو، انہیں تو کوئی جانتا بھی نہیں، تو ان کو یہ کرارا جواب دیا کہ کوئی جانے یا نہ جانے، میں تو جانتا ہوں، اور پھر یہ شعر پڑھا ؎

وہ تو وہ ہے تمہیں ہو جائے گی الفت مجھ سے
اک نظر تم مرا محبوبِ نظر تو دیکھو

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے والہانہ عشق کا ایک واقعہ

درسِ مثنوی ص ۱۳۲ پر حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے عشق اور وارفتگی کا واقعہ خود حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے بیان فرمایا ہے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ حدیث شریف زُرْغِبًّا تَزْدَدْ حُبًّا کا درس دے رہے تھے کہ ناغہ دے کر ملاقات کرنی چاہیے، اس سے محبت بڑھتی ہے لیکن یہ حکم رشتہ داروں کے لئے ہے، اللہ والی محبت کے لئے نہیں ہے۔ خاندان والوں کی روک ٹوک کی بناء پر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میر صاحب سے فرمایا تھا کہ تیسرے دن آیا کرو کیونکہ حضرت میر صاحب صبح ۱۰ بجے آتے تھے تو پھر رات ۱۰ بجے تک حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ ہی کے پاس رہتے تھے۔ آگے کا واقعہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی زبانی سنئے ''لیکن ایک ہی دن میں وہ تڑپ گئے اور ایسے پاگل ہوئے کہ بس سے اُتر کر ناظم آباد میں میرے گھر کی طرف بھاگنے لگے۔ راستہ میں ایک بوڑھا آدمی جارہا تھا اس نے جو انہیں بھاگتا ہوا دیکھا تو ایک طرف کو ہوگیا۔ اتفاق سے یہ بھی اُدھر کو ہوئے پھر وہ دوسری طرف ہٹا تو یہ بھی جلدی میں اُدھر کو ہوگئے۔ وہ بے چارہ یا تو یہ سمجھا کہ یہ مجھ سے ٹکرا جائے گا اور میری ہڈی پسلی ٹوٹ جائے گی یا یہ سمجھا کہ کہیں یہ مُجھ پر حملہ تو نہیں کررہا ہے تو زور سے چیخا کہ ہائے مرگیا مرگیا۔ میر صاحب مُعافی مانگتے ہوئے ہنستے ہوئے بھاگتے رہے۔ انہوں نے بتایا کہ میری جدائی ناقابل برداشت ہورہی تھی اور دل چاہ رہا تھا کہ جلد از جلد ملاقات ہو۔''

۱۵ ستمبر ۱۹۶۹ء کو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے جو عریضہ اپنے شیخ و مرشد حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں لکھا تھا، اس میں بھی یہی حالات اپنے شیخ کو لکھے تھے۔ فرماتے ہیں:

''عشرت جمیل سلمہٗ کے عریضے آپ کی خدمت میں پہنچے ہوں گے، بخیریت ہیں۔ ۲۰/ اکتوبر کو ان کی روانگی ہے، دوائیں لے کر ہر دوئی حاضر ہوں گے۔ان کے حالات ماشاءاللہ قابلِ رشک ہیں، ''ماو مجنوں ہم سبق بودیم'' والا معاملہ ہے یعنی ان کا مزاج بھی چشتی ہے اور آہِ سرد کھینچتے رہتے ہیں۔اس وجہ سے ان کو اس ناکارہ سے بہت انس ہے۔ ہر روز دس بجے دن سے دس بجے رات تک شیر خوار چھوٹے بچے کی طرح جو ماں سے چمٹا رہتا ہے اس ناکارہ کے پاس رہتے ہیں۔ان کے خاندان کے لوگ طعنہ دیتے ہیں کہ فلاں بزرگ کے پاس جاؤ، اور اکابر بھی موجود ہیں، اختر کے پاس کیا رکھا ہے؟ کوئی گولی کھلا دی ہے اور اپنا گرویدہ کرلیا ہے لیکن ان کو یہاں اسی ناکارہ اور بے نام ونشان عبدِ گناہ گار سے حضرتِ اقدس کی طرف نسبتِ غلامی کی بدولت مناسبت ہے اور ہر وقت اس ناکارہ کی ان باتوں سے جو حضرتِ اقدس کی تعلیمات کے برکات وانوار کے مظہر ہیں مست و اشکبار رہتے ہیں۔ یہ ناکارہ سرتا پا خارستان ہے لیکن آپ کی غلامی کا شرف اپنی کیمیاوی تاثیر سے گلخن سے گلستان اگاتا ہے۔آپ کے شرفِ زیارت کے لئے ہر بُنِ مُو چشمِ اشکبار بنا ہوا ہے۔صرف حضرت والدہ صاحبہ کی وجہ سے مجبور ہوں ورنہ تین مہینہ در پر آکر پڑا رہوں۔ ڈر لگتا ہے کہ کہیں عریضہ میں کوئی بات جوششِ عشق سے تحریر ہوگئی ہو اور کہیں خلافِ طبع مبارک نہ ہو، ازراہِ کرم معاف فرمایا جاوے۔'' خادم ناکارہ اختر غفرلہٗ۔انتہیٰ کلامہ

شیخ کے علوم کے محافظ وامین

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے جب میر صاحب کو اللہ کی عشق ومستی میں ماہی بے آب اور شیخ کی محبت میں جاں نثار پایا تو ایک دن فرمایا کہ شاید تجھے اللہ نے میرے علوم کی

حفاظت کے لئے بھیجا ہے ۔پھر تو ایسا ہوگیا کہ حضرت میر صاحب تھے اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا ایک ایک لفظ، ایک ایک ملفوظ، ایک ایک مزاح، غرض کوئی بات ایسی نہیں رہنے دیتے تھے جو کیسٹ میں محفوظ نہ ہو جائے اور بروقت کیسٹ میسر نہ ہوا تو ڈائری میں اشارات لکھ لیتے تھے اور رات کو جب حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سو جاتے تو تمام مضمون کو بڑی ڈائری میں قلمبند فرمالیا کرتے تھے۔یہ اسی فکر اور اہتمام کا نتیجہ ہے کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے سینکڑوں کیسٹوں میں محفوظ بیانات، پونے دوسو سے زائد شائع شدہ مواعظ، ۳۰ کے قریب ضخیم کتابیں جن میں عجیب وغریب الہامی علوم کے موتی جابجا بکھرے نظر آتے ہیں، آج امت میں رشد وہدایت کا سرچشمہ بن کر دونوں محب ومحبوب کے لئے صدقہ جاریہ ہیں۔جس وقت حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کوئی تصنیفی کام حضرت میر صاحب کے حوالے فرماتے تو جب تک کام پورا نہ کرلیتے آرام اور نیند نہ کرتے، بعض وقت پوری پوری رات اپنے کمرہ میں لکھتے رہتے، پورا پورا دن لکھتے رہتے ؎

ما قصۂ سکندر و دارا نخواندہ ایم
از ما بجز حکایتِ مہر و وفا مپرس [۱]

غرض حضرت میر صاحب کو اللہ تعالیٰ نے رونقِ خانقاہ بنایا تھا ؎

یہ تمہارے دم سے ہے بزمِ طرب ابھی جاؤ نہ تم نہ کرو یہ غضب
کوئی بیٹھ کے لطف اُٹھائے گا کیا کہ جو رونقِ بزم تمہیں نہ رہے
وہی صورتیں رہ گئیں پیشِ نظر جو زمانہ کو پھیریں اِدھر سے اُدھر
مگر ایسے جمالِ جہاں آرا جو تھے رونقِ روئے زمیں نہ رہے

(اکبر)

---

[۱] ترجمہ: میں نے سکندر ودارا بادشاہوں کے قصے نہیں پڑھے، مجھ سے تو تم سوائے محبت ووفاداری کی حکایت کے اور کچھ نہیں سنو گے۔

تصنیف و تالیف کا یہ شغف آخری عمر تک رہا۔ شیخ و مرشد حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے چونکہ اپنی بدنی خدمات سے ہٹا کر حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو علمی خدمات میں لگا دیا تھا لہٰذا شیخ کے انتقال کے بعد بھی گھنٹوں گھنٹوں تحریری کام کرتے رہتے تھے، آخری دو ماہ میں جب عوارض بڑھتے بڑھتے یہ صورت ہوگئی تھی کہ انگلیوں نے لکھنے سے معذرت کر لی تو خادم کو بتاتے کہ اس جملہ میں اس طرح ترمیم کرو۔ پھر جب بیٹھنے سے بھی معذور ہوگئے تو لیٹ کر اِملا کرانے لگے اور بالآخر جب لیٹ کر بھی کوئی مضمون پڑھنا اور تصحیح کرانا ممکن نہ رہا تو خادم سے کہتے کہ تم مجھے پڑھ کر سناؤ اور پھر جہاں مناسب ہوتا وہاں تصحیح کرا دیتے۔ سعودی عرب سے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجازِ بیعت جناب قیصر امام صاحب مدظلہ انتقال سے کچھ عرصہ پہلے زیارت کے لئے حاضر ہوئے تو یہی منظر دیکھا کہ انگلیوں میں تکلیف، پیروں میں زخم، بات کرنے میں بھی تکلیف اور کمر کے زخم کی وجہ سے بمشکل لیٹا جا رہا تھا لیکن اس حال میں بھی مواعظ کی تصحیح اور اصلاحی خطوط کے جوابات لکھوا رہے تھے۔ قیصر صاحب دیر تک آبدیدہ نگاہوں سے یہ حال دیکھتے رہے، باہر آکر احقر سے فرمایا کہ حضرت شیخ کی اس جفاکشی اور حرص علی الطاعت کو دیکھ کر مجھے تو رونا آ رہا ہے کہ پورا جسم تکلیف اور زخم سے چُور چُور ہے لیکن اس حالت میں بھی مرشد کا سونپا ہوا کام نہیں چھوڑ رہے ہیں۔ ایسا محسوس ہوتا تھا کہ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ میں اور وقت میں کوئی دوڑ لگی ہوئی ہے، ایک ایک لمحہ ایک ایک سانس اسی کام میں یہ سوچ کر فدا کر رہے تھے ؎

شاید ہمیں نَفَس، نَفَسِ واپسیں بود

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی اپنی رحلت کا احساس ہو چکا تھا، احقر سے بھی اور کئی دوسرے احباب سے بھی فرمایا کہ اب لگتا ہے کہ زندگی کی میعاد قریب الختم ہے، اتنا کچھ ذخیرۂ آخرت کر لینے کے باوجود فرماتے کہ ابھی تو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا بہت

سا کام باقی رہ گیا ہے، کاش کچھ اور کام کرلیتا۔

در شما ارچہ نیا ورد کسے حافظ را
شکر کاں محنتِ بے حد و شمار آخر شد[1]

(حافظ)

رسالہ الابرار میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے مضامین وملفوظات حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی بھیجا کرتے تھے۔ اس ترسیلِ مضامین میں بھی اتنی عمدہ منصوبہ بندی فرماتے تھے کہ کثیر مواعظِ حسنہ اِنہیں قسط وار مضامین سے منصّۂ شہود پر آئے، اس کے علاوہ خاص خاص ملفوظات حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ بھی رسالہ الابرار میں شائع کرواتے تھے جس سے قارئین کے پاس قیمتی مفید مضامین کا وسیع ذخیرہ جمع ہوگیا۔

شیخ کے رفیقِ سفر وحضر

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے اسفار میں رفاقت کے لئے حضرت میر صاحب ہی کو منتخب فرمایا تھا چنانچہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ کر ہر شخص سمجھ جاتا تھا کہ میر صاحب بھی ہمراہ ہوں گے اور میر صاحب کو دیکھ کر حضرت شیخ کی موجودگی کا یقین ہوتا تھا۔ جب بھی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا کوئی سفر درپیش ہوتا تو کئی دن پہلے سے میر صاحب سامانِ سفر جمع کرنا شروع کردیتے تھے کہ کوئی چیز ایسی نہ رہ جائے جس کی حضرت کو ضرورت پڑے اور وہ موجود نہ ہو جس سے حضرت کو تکلیف ہو، اس کے لئے باقاعدہ ایک ڈائری بنا رکھی تھی جس میں ایک ایک چیز لکھ لیا کرتے تھے جس کی سفر میں ضرورت پڑ سکتی تھی۔ آپ کی ہمارے شیخ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ کم وبیش ۴۶ سال کی رفاقت رہی، ان ۴۶ برسوں میں دنیاوی حالات کے کتنے ہی مدو جزر

---

[1] ترجمہ: اگرچہ حافظ کو کوئی شمار میں نہیں لایا، شکر کہ وہ بے حد و بے شمار مشقت ختم ہوگئی۔

سے واسطہ پڑا لیکن آپ کے دل میں جو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے عشق اور محبت کا تعلق تھا، اس میں کبھی ادنیٰ سا تغیر تو کیا آتا بلکہ ہمیشہ جاں نثاری کے جذبات و کیفیات روز افزوں رہے۔ کما نعم قال عارف الرومی رحمہ اللہ؎

گر مرا صد بار تو گردن زنی
ہمچو شمعے برفروزم روشنی

کہ اے دنیا والو! اگر جلال الدین رومی کی گردن تم سو دفعہ اُڑا دو گے، سینکڑوں دفعہ تم میری گردن کاٹو گے تو مثل شمع کے میں اپنی روشنی بڑھاتا ہی رہوں گا۔ یہی سر کٹانے کی آرزو حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دل میں ہمیشہ موجزن رہی، بڑے سے بڑے بااثر کی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی مخالفت ایک لمحہ کے لئے بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ شیخ کی شان میں آپ کا یہ شعر آپ کی فداکاری کا کیا خوب ترجمان ہے؎

تیرے خُم کے ایک قطرے کا ہے یہ ادنیٰ اثر
سر کٹانے کی تمنّا تیرے مستانے میں ہے

اور اس سے بھی بڑھ کر فرماتے ہیں؎

جو سو جانیں عنایت ہوں تو سب تم پر فدا کر دیں
تمہارے سامنے ہم جان کو کب جاں سمجھتے ہیں

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے مواعظ حسنہ نمبر ۵۹ (مقامِ اولیاءِ صدیقین) میں فرمایا ہے کہ صدیق زندہ شہید ہوتا ہے اور یہ شعر پڑھا؎

کسی کے زندہ شہید ہیں ہم، نہیں یہ حسرت کے سر نہیں ہے
ہمیں تو ہے اس سے بڑھ کے رونا کہ دل نہیں ہے جگر نہیں ہے

اور فرمایا کہ میرے شیخ شاہ عبد الغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے صدیقیت، سیدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ختم نہیں ہے، صدیقیت کا دروازہ

قیامت تک کے لئے کھلا رہے گا۔ اس کی دلیل قرآن پاک کی آیت فَاُولٰٓئِكَ مَعَ الَّذِيْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَيْهِمْ مِّنَ النَّبِيّٖنَ وَالصِّدِّيْقِيْنَ وَالشُّهَدَآءِ وَالصّٰلِحِيْنَ [1] ہے۔ صدیقین جمع ہے یا مفرد؟ جمع ہے۔ معلوم ہوا کہ صدیقیت حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پر ختم نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے لئے تو خَاتَمُ النَّبِيّٖنَ فرمایا لیکن صدیقِ اکبر کو خَاتَمُ الصِّدِّيْقِيْنَ نہیں فرمایا۔ دوسری دلیل یہ ہے کہ حدیث میں ہے کہ لَا نَبِيَّ بَعْدِيْ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے مگر کسی حدیث میں نہیں ہے کہ میرے صدیقِ اکبر کے بعد کوئی صدیق نہیں ہے۔ لہٰذا قیامت تک صدیق پیدا ہوتے رہیں گے لیکن حضرت ابوبکر صدیق جیسا کوئی صدیق اب نہیں ہوسکتا کیونکہ آپ کی صدیقیت، معیتِ سید الانبیاء سے مشرف ہے۔ قیامت تک آنے والا بڑے سے بڑا ولی بھی کسی ادنیٰ صحابی کے برابر نہیں ہوسکتا اور حضرت صدیقِ اکبر تو صحابہ میں بھی سب سے افضل ہیں اور افضل البشر بعد الانبیاء ہیں لہٰذا اولیائے صدیقین قیامت تک پیدا ہوتے رہیں گے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے ہمارے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو امام الصدیقین کا صدیق بنایا تھا۔ یہی بات حضرت مولانا آصف صاحب (خلیفہ مجاز حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ درلندن) نے اپنے تعزیتی پیغام میں لکھی ہے کہ:

Siddiq e Waqt was not just a title but a reflection of his life with Hazrat e Aqdas Maulana Shah Hakeem Akhtar Saheb RA.

ترجمہ: (حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ) صدیقِ وقت محض ایک لقب نہیں تھا بلکہ ان کی اُس زندگی کا ترجمان لفظ تھا جو آپ نے اپنے شیخ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے پاس گذاری۔

---

[1] سورۃ النساء: آیۃ ٦٩

شیخ کے خلفاء کی فہرست کے نگران

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے آپ پر اعتماد کا یہ حال تھا کہ اپنے جس مرید کو مسندِ خلافت پر فائز فرماتے تو اس کا سارا نظام حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کے حوالے تھا۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ بھی خانقاہ تھانہ بھون اور حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے طرز پر دو قسم کی خلافت عطا فرماتے تھے۔ مجازِ بیعت اور مجازِ صحبت۔ چنانچہ جب کسی کو خلافت دینے کا دل میں داعیہ پیدا ہوتا تو فرماتے۔ ''توکلاً علی اللہ، آپ کو بیعت کی اجازت دیتا ہوں، میر صاحب کے پاس ڈائری میں اپنا نام و پتا لکھوا کر اُن سے اپنا خلافت نامہ لے لیں''۔ حضرت میر صاحب کے پاس جا کر وہ صاحب، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا پیغام پہنچاتے تو پہلے اُن صاحب کو مبارک باد دیتے، تالے میں بند خلفاء کی فہرست والی ڈائری نکالتے اور تمام ضروری اندراجات کر کے ان کے نام کا خلافت نامہ لکھ کر حضرت والا سے دستخط کرواتے اور لفافے میں رکھ کر اُن صاحب کے حوالے فرماتے۔ یہ ڈائری اس قدر حفاظت سے تالے میں بند رکھتے کہ ہم میں سے کسی کو بھی اس کو دیکھنے کی اجازت نہ تھی۔ اور یہ اس وجہ سے تھا کہ اگر کسی خلیفہ کے باطنی حالات بدل جاتے اور حضرت شیخ اس کا نام اس فہرست سے نکلواتے تو اس کے نام کو موٹے اور گہرے مارکر سے اتنا کالا کر دیتے کہ کسی کو پتا بھی نہ چلے کہ کس کا نام اس فہرست سے نکالا گیا ہے، یہ اس خلیفہ کی آبرو کا انتظام تھا۔ دوسری طرف اس کو حضرت والا کی طرف سے ایک خط روانہ فرماتے کہ آپ کے حالات اب وہ نہیں رہے جس کی وجہ سے خلافت دی گئی تھی یا آپ کے موجودہ باطنی احوال کی اطلاع نہیں، اس لئے فی الحال یہ اجازت واپس لی جا رہی ہے۔ ساری زندگی خلفاء کی اس فہرست کے معاملہ میں حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا یہ محتاط طرزِ عمل ہی تھا جس کی بناء حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال فرمانے کے بعد امّت کو حضرت والا کے خلفاء کی انتہائی مستند فہرست دستیاب ہوئی۔

شیخ کی رحلت کے بعد شیخ کے خلفاء کے سروں کے تاج

حضرت والا مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوراللہ مرقدہ کے انتقالِ پُرملال (سال ۲۰۱۳ء) کے بعد کثیر اہل سلسلہ نے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات پر من وعن عمل پیرا دیکھ کر آپ کے دستِ مبارک پر تجدیدِ بیعت کی لیکن خود حضرت میر صاحب پر کیا کیفیات طاری تھیں جب آپ کو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے مجازِ بیعت بنایا تھا، اس کو سمجھنے کے لئے آئینہ محبت (مجموعہ کلام حضرت والا و حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہما) سے وہ الفاظ اور وہ اشعار نقل کرتا ہوں جو اس موقع پر حضرت میر صاحب کے دردِ دل کے صحیح ترجمان ہیں۔اس نظم کا عنوان حضرت میر صاحب نے ''مقصدِ سلوک'' تجویز فرمایا تاکہ سالک جب سلوک کی منزلیں طے کرنا شروع کرے تو اس کے سامنے اپنا مقصد (حصولِ تعلق مع اللہ) کبھی بھی اوجھل نہ ہو، شیطان اس کی راہ میں جو خلافت کی تمنّا کے جال بچھائے تو بفیضِ شیخ اس کو اس زہرِ قاتل سے بچنا نصیب ہو اور اگر شیخ خلافت دے بھی دے تو مرید کو اپنے آپ کو بھنگی اور چمار سمجھنا چاہئے گویا بادشاہ نے ایک بھنگی کو اپنے قرب کے قابل سمجھا جو درحقیقت بادشاہ کا کرم ہوتا ہے نہ کہ بھنگی کی صلاحیت۔جیسے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے بیان میں دو عالموں کا قصہ سنایا کہ ایک شیخِ وقت اُن سے ملنے گئے تاکہ انہیں اللہ کی محبت ومعرفت سکھادیں تو ایک عالم نے دل میں کہا کہ یہ مجھے شکار کرنے آرہا ہے، میں اس کے دام میں نہیں آؤں گا اور ملاقات نہیں کی اور دوسرے نے خوب تواضع کے ساتھ جوتیاں اٹھائیں کہ؎

شاہبازے بشکارے مگسے می آید

حضرت! میرا غریب خانہ اس قابل کہاں کہ آپ کی ذاتِ عالی یہاں تشریف فرما ہو اور اپنے آپ کو ان کے سپرد فرمادیا کہ جیسے چاہیں تربیت فرمائیں۔ جیسا کہ حضرت والا نے فرمایا ہے؎

پیشِ شیخِ باکمال
کردو نفس کو پامال
چھوڑو اپنا قیل و قال
بنو اب مردِ صاحبِ حال

انہوں نے شیخ سے عرض کیا کہ میں بے قیمت و بے مایہ تھا، آپ نے خرید کر قیمتی بنادیا۔ مٹی کو آپ نے سونے کے بھاؤ خرید لیا اور سونا تو استعارہ ہے ورنہ سونا کیا خَزَآئِنُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ بھی اس تعلق مع اللہ کی نعمتِ عظمیٰ کے سامنے بے قیمت ہیں اور اگر کروڑوں سال سجدہ میں شکر کرتے کرتے مر بھی جاؤں تو بھی آپ کا حق ادا نہیں ہوسکتا۔

مقصدِ سلوک

(از آئینہ محبت: ص ۲۱۲)

ایک بار حضرت مرشدی دامت برکاتہم نے احقر سے فرمایا کہ کہو تو تجھے خلافت دے دوں۔ احقر نے عرض کیا کہ حضرت میں اس کا اہل نہیں آپ مجھے اپنے قدموں ہی میں پڑا رہنے دیجئے۔ اس وقت یہ اشعار موزوں ہوئے جن کو حضرت والا نے بہت پسند فرمایا اور مختلف اوقات میں کئی بار سنا۔

(احقر میر عفا اللہ عنہ)

(مدینہ منورہ۔ ۶/رجب المرجب ۱۴۲۴ھ، ۳/ستمبر ۲۰۰۳ء، بروز بدھ)

پردہ عیبوں کا مرے، مجھ پہ پڑا رہنے دے
خود مجھے میری نگاہوں سے گرا رہنے دے
تیری آغوشِ محبت ہے مری جائے پناہ
خار کو پھول کے دامن میں چھپا رہنے دے
کیا کروں گا میں بھلا تاج سروں کا بن کر
اپنے قدموں ہی میں بس مجھ کو پڑا رہنے دے
تا ابد رہنے دے گمنام مرے آقا مجھے
مگر اک لمحہ کو خود سے نہ جُدا رہنے دے
نہ رہائی دے کبھی اپنی محبت سے مجھے
اپنی زنجیرِ غلامی میں بندھا رہنے دے
نہیں منظور بقا تجھ سے الگ ہو کے مجھے
اپنی ہی ذات میں بس مجھ کو فنا رہنے دے
کُھل گئے معنیٰ جو اِس کے تو ہنسے گی دنیا
آہ! اِس حرفِ غلط کو تو مٹا رہنے دے
کہاں پیدا ہوا، کب مر گیا، کب زندہ رہا
مجھ کو بے نام و نشاں یارِ خدا رہنے دے
میرے عیبوں کو نہ مخلوق پہ کر فاش خُدا
دامنِ عفو میں بس مجھ کو چھپا رہنے دے
اپنی رحمت سے کبھی دور نہ فرما یارب
درِ مرشد سدا عشرتؔ پہ کُھلا رہنے دے

تربیت عاشقانِ خدا (اصلاحی خطوط کے جوابات)

سالکِ راہِ طریق کی طرف سے اپنے شیخ و مصلح کو اپنے باطنی حالات کی اطلاع دینا اور پھر شیخ کی تعلیم فرمودہ ہدایات پر عمل کرنا، اصلاحِ باطن کا ایک اہم جُز اور باطنی نفع کے حصول کا عظیم الشان ذریعہ ہے۔ اصلاحی مکاتبت کے لئے ہمارے مشائخِ سلسلہ کی ہر مرید کو نصیحت رہی ہے۔ خواجہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں ؎

چار حق ہیں مرشد کے رکھ ان کو یاد
اطلاع و اتباع و اعتماد و انقیاد

اگر شیخ کی صحبت میسّر ہو تو فبہا اور اگر نہیں تو خط کے ذریعہ حالات کی اطلاع دینا ضروری ہے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کی تحریری وتقریری مصروفیات کے علاوہ یہ خدمت اتنی اہم تھی کہ بعض اوقات حضرت ایک دن میں ساٹھ ساٹھ خطوط کے جوابات تحریر فرماتے تھے۔ اسی خدمت کے ذیل میں جملہ مشائخ اپنے متوسلین میں جس میں فنِ اصلاح کی صلاحیت دیکھتے ہیں اور جن کے جوابات پر ان کو کامل اطمینان ہوتا ہے تو ان کی تربیت کے لئے ان سے ان خطوط کے جوابات لکھوا کر خود ملاحظہ فرماتے ہیں تا کہ ان کے بعد اصلاحی مکاتبت کا سلسلہ چلتا رہے۔ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ ہمارے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے جوابات لکھوایا کرتے تھے اور حضرت والا، حضرت میر صاحب سے لکھواتے تھے۔

حضرت میر صاحب کے جوابات پر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو جو اعتماد تھا وہ اس واقعہ سے ظاہر ہے کہ کافی عرصہ تک خطوط کے جوابات حضرت والا کی نظرِ مبارک سے گذارنے کے بعد ایک مرتبہ حضرت میر صاحب تحریری جواب لے کر حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوئے تا کہ حضرت اس میں غلطیوں کی اصلاح فرمادیں تو حضرت والا

نے ڈانٹ کر فرمایا ’’مجھے کیوں دکھاتے ہو، مجھے تمہارے جواب پر پورا بھروسہ ہے۔‘‘

جنوبی افریقہ کے ایک بڑے عالم ،جن کے اصلاحی خطوط کے جوابات ۲۰۱۲ء میں حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے تحریر فرمائے تھے، انہوں نے آ کر حضرت میر صاحب سے عرض کیا کہ ’’ حضرت! آپ کے تحریر کردہ یہ جوابات میرے لئے بہت قیمتی خزانہ ہیں ، میں جب گھر واپس جاؤں گا تو وہاں بتاؤں گا کہ میں کراچی سے کتنا بڑا خزانہ لے کر آیا ہوں ۔‘‘

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ میں اصلاحی خط و کتابت کا مجموعہ ’’ تربیتِ عاشقانِ خدا‘‘ کے عنوان سے تین جلدوں میں شائع ہو چکا ہے،جس میں حضرت والا کے عام مریدین سے لے کر اکابر علمائے کرام اور خلفاء مجازین کے اصلاحی خطوط مع حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے جوابات جمع کئے گئے ہیں۔

شیخ کی رحلت کے بعد اپنے مریدین اور اصاغر سے اصلاحی مشورے کرنا

سلسلۂ تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک بڑا اصول یہ بھی ہے کہ کبھی بغیر شیخ کے نہ رہے، ایک شیخ کا انتقال ہوجائے تو اپنی مناسبت دیکھ کر دوسرا شیخ کرنے کا حکم ہے چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت حاجی صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ سے اصلاحی تعلق کیا، مولانا ابرار الحق صاحب ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ نے توپے درپے کئی مشائخ سے تعلق قائم کیا اور ہمارے حضرت والا مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شاہ عبدالغنی پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے بعد حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ سے تجدید بیعت کی۔

لیکن اس کے ساتھ ہی ہمیں ہمارے پیارے شیخ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے یہ تعلیم دی کہ اگر کبھی ایسا وقت آجائے کہ تمہارا ضابطہ کا کوئی بڑا نہ رہے تو اپنے برابر والوں یعنی پیر بھائیوں سے مشورہ کرتے رہو اور اگر برابر درجہ کے پیر بھائی بھی نہ رہیں تو اپنے چھوٹوں سے مشورہ لیتے رہو چنانچہ ہمارے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد اسی پر عمل کیا۔ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو بھی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد اس کی بڑی فکر تھی کہ اب کس سے تجدیدِ بیعت کروں۔ احقر سے بھی اس سلسلہ میں مشورہ کیا کہ تمہاری کیا رائے ہے؟ احقر کی طرف سے کوئی جواب نہ پا کر خود ہی حضرت والا کا یہی ملفوظ سنایا کہ جب تمہارے بڑے نہ رہیں تو اپنے برابر والوں اور چھوٹوں سے مشورہ کرتے رہو۔ لٰہذا آخری دن تک مختلف خلفاء خاص طور پر حضرت اقدس شاہ فیروز میمن صاحب دامت برکاتہم اور اس کمترین سے مشورے کرتے رہے۔ اسی طرح علمی و فقہی مسائل کے لئے اپنے حلقۂ احباب میں موجود علماء اور مفتیانِ کرام سے ضرور رہنمائی لیتے تھے اور اگر کوئی بہت اہم مسئلہ درپیش ہوتا تو خاص طور پر حضرت مولانا مفتی عبدالرؤف سکھروی صاحب دامت برکاتہم سے ضرور رابطہ فرماتے تھے، اُن کے علاوہ اپنے مرید حضرت مولانا مفتی محمد الیاس صاحب دامت برکاتہم نیز جامعہ اشرف المدارس میں حضرت مولانا مفتی محمد نعیم صاحب دامت برکاتہم سے بھی اکثر رجوع فرماتے رہتے تھے۔

دینی طالبِ علموں کا اکرام اور اُن سے محبت

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اپنے پاس آنے والے مدارسِ دینیہ کے

طالبِ علموں سے بہت محبت فرماتے تھے۔اکثر طلباء کرام جمعرات کی شام آیا کرتے تھے جب ان کے اسباق کی ایک دن کی (جمعہ کی) چھٹی ہوتی تھی۔اُس دن خصوصی اہتمام سے یخنی پلاؤ پکواتے تھے کہ ان حضرات کو مدرسہ میں گوشت، روٹی اور دیگر سالن تو ملتے ہیں، یخنی پلاؤ یہ خوب ذوق اور شوق سے کھائیں گے۔ جب سردیوں کا موسم آتا تو سب کو گرم جیکٹ، کبھی گرم کُرتے، موزے وغیرہ اور عید کے موقع پر نیا جوڑا عنایت فرماتے۔ علمائے کرام اور حفاظ کرام ملاقات کے لئے تشریف لاتے تو ان کو اپنے برابر کرسی پر بیٹھنے کا فرماتے، نیچے قالین پر نہیں بیٹھنے دیتے تھے، فرماتے تھے کہ علمائے کرام اور دینی طالبِ علموں کا اکرام ہمیں حضرت والا کے یہاں جیسا دیکھنے کو ملا ہے، وہ کہیں بھی نہیں دیکھا۔

شیخ کے حکم کی فرمانبرداری

حضرت والا کے ہر ارشاد پر عمل پیرا ہونے کی کوشش فرماتے تھے خواہ حضرت کے سامنے ہوں یا غائبانہ طور پر۔اس کی ایک مثال کا تو احقر عینی شاہد ہے۔ایک مرتبہ تقریباً پچیس سال قبل حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے میر صاحب سے فرمایا کہ گھر کا یہ سامان سہیل سے منگوادیں اور سہیل کو اس کے لئے کچھ رقم دے دیں۔ جب رقم دے چکے تو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا، میر صاحب! سہیل سے رقم کا حساب نہ لینا (یعنی یہ نہ پوچھنا کہ کون سا سودا کتنے کا آیا؟ کُل کتنے روپے خرچ ہوئے؟ باقی رقم کتنی ہے؟) غرض احقر نے سودا سلف لا کر گھر بھجوا دیا اور باقی رقم حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیش کی تو اسے گنے بغیر جیب میں رکھ لیا۔اس کے بعد برس ہا برس تک جب بھی احقر نے بقایا رقم واپس کی تو کبھی بھی شمار نہیں کیا کیونکہ شیخ نے منع فرما دیا تھا۔

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پان کھانے کے عادی تھے اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ چاہتے تھے کہ حضرت میر صاحب پان کھانا چھوڑ دیں۔ اس سلسلہ میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ دو واقعات اکثر سنایا کرتے تھے۔ ایک اپنے شیخ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کے پان چھوڑنے کا اور دوسرا خود حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا۔ ایک مرتبہ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ ریل میں سفر فرمارہے تھے، مریدین اور خلفاء کا مجمع ہمراہ تھا۔ حضرت شاہ عبدالغنی صاحب پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ کے سر مبارک میں تیل کی مالش کررہے تھے۔ حضرت نے صرف ایک جملہ ارشاد فرمایا کہ ''تمباکو دماغ کو نقصان کرتی ہے۔'' صرف ایک جملہ کو سن کر حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ نے برس ہا برس کی پان کھانے کی عادت چھوڑ دی جبکہ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے تھے کہ تم لوگ تو تمباکو چٹکی جتنا کھاتے ہو، میں تمباکو بھکوستا تھا۔ اور دوسرا واقعہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے اپنا سنایا کہ میں بھی پان تمباکو بہت کھاتا تھا۔ ایک مرتبہ مکہ شریف میں حرم میں تھا اور اذان ہوگئی۔ اب کلی کرنے اور پان تھوکنے کے لئے مجھے حرم سے باہر آنا پڑا تو میں نے اسی وقت ارادہ کرلیا کہ ایسی عادت کو چھوڑتا ہوں جو مجھے اللہ کے گھر سے نکال دے چنانچہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے اتنی پرانی عادت محض اللہ کو خوش کرنے کے لئے یکلخت چھوڑ دی۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اپنے عاشقِ صادق کے لئے بھی یہی چاہتے تھے کہ میر صاحب بھی پان تمباکو کھانا چھوڑ دیں، اس پر حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے کئی دفعہ چھوڑنے کا ارادہ کیا اور تمام پان دان اور سامان دوسروں کو ہدیہ کردیا لیکن پھر کھانے لگتے تھے، حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ بھی پھر رعایت فرماتے کہ میر کا کوئی خاندان نہیں، ہماری محبت میں یہاں پڑا ہوا ہے، خاندان نہیں تو پاندان سے ہی دل بہلا لیتا ہے۔ آخر انتقال سے ایک ہفتہ قبل

پان بھی چھوڑ دیا۔خادمین جب پان کے لئے دریافت کرتے تو فرماتے اب دل ہی نہیں چاہ رہا ہے۔

شیخ ومرید کا باہم قلبی تعلق

شیخ سے مرید کی محبت کے نظائر تو اہلِ تصوف کے یہاں ہمیشہ ہی پائے جاتے ہیں لیکن ایسی محبت جیسی امیر خسرو کو حضرت نظام الدین اولیاء سے تھی، ایسی محبت جو جلال الدین رومی کو شیخ تبریزی سے تھی، جو محبت بھیکا شاہ کو شاہ ابوالمعالی سے تھی، جو خواجہ مجذوب کو حضرت تھانوی سے تھی، جو شاہِ اختر کو شیخ پھولپوری سے تھی اور ایسی ہی محبت جو میر عشرت کو شاہِ اختر سے تھی،اس کی مثالیں بھی اگرچہ ہر زمانہ میں پائی جاتی ہیں لیکن ان عاشقانِ باصفا کے حق میں زبان یہ کہنے پر مجبور ہوجاتی ہے کہ ؎

سلام اس پر کہ جس کے نام لیوا ہر زمانے میں
بڑھا دیتے ہیں ٹکڑا سرفروشی کے فسانے میں
بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضرت میر صاحب کے شیخ سے قلبی تعلق کو برادرم عزیزم جناب شاہین اقبال اثر صاحب دامت برکاتہم نے نظم بعنوان ’’تعارف عارفِ شیخ‘‘ میں نہایت عمدہ تعبیر کیا ہے جسے کلام ’’آئینۂ محبت‘‘ سے نقل کرتا ہوں ؎

تعارفِ عارفِ شیخ

(از آئینہ محبت: ص۱۹۷)

یہ کلامِ سید عشرت جمیل میر ہے   جو فنا فی الشیخ مسترشد، غلامِ پیر ہے
نظم ہے یا نثر ہے، تحریر یا تقریر ہے   داستانِ میر کا موضوع حُبِّ پیر ہے
میر کو حاصل مسلسل التفاتِ پیر ہے   قابلِ صد رشک جب ہی میر کی تقدیر ہے
عاشقِ مرشد ہے وہ یعنی ایازِ پیر ہے   میرے دعوے کی دلیل از خود بیاضِ میر ہے
جس کا دیوانہ اثر عشرت جمیل میر ہے   پیر ہے وہ، پیر ہے وہ، پیر ہے وہ، پیر ہے
زندگانی جس کی نذرِ خدمتِ مرشد ہوئی   جب ہی اُس کے نام عشقِ شیخ کی جاگیر ہے
میر کی ہستی امیرِ خسروئے عہدرواں   رشکِ سُلطان المشائخ پیرِ عالمگیر ہے
منصب احقاقِ حق کا مستحقِ واقعی   بے نیام و بے خطا حق گوئی کی شمشیر ہے
عدلِ فاروقی کے صدقے بذلِ عثمانی کے ساتھ   الفتِ صدّیق ہے یاں، جرأتِ شبیر ہے
دُور والے تو جلالی ہی سمجھتے ہیں مگر   درحقیقت وہ جمال وعشق کی تصویر ہے
پیر پرتو ہے ہی سوسو جان سے قربان وہ   جو فدا ہے پیر پر اُس پر بھی قرباں میر ہے
محترم ہر ایک سالک ہے نگاہِ میر میں   اس لئے تو سب کے دل میں احترامِ میر ہے

پرتوئے حُسنِ کلامِ میر ہے یہ بالیقیں
جو اثرؔ تیرے سخن میں اِس قدر تاثیر ہے

لیکن یہ سلسلہ تو ہمیشہ چلتا ہی رہا ہے، اَنْتُمْ سَلَفُوْنَا وَنَحْنُ بِالْاَثَرِ، آج وہ کل ہماری باری ہے۔ میرے شیخ حضرت والا مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ کا صدمہ بیان کرتے تو پڑھتے ؎

اڑ گئی سونے کی چڑیا رہ گیا پَر ہاتھ میں

اور ؎

یہ چمن یوں ہی رہے گا اور ہزاروں جانور
اپنی اپنی بولیاں سب بول کر اڑ جائیں گے

حضرت والا اور حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہما کے لئے مختصراً عرض کرتا ہوں کہ شیخ و مرید کا باہم دلی تعلق اگر الفاظ میں بیان کیا جاسکتا تو شاید ان اشعار سے بہتر تعبیر ڈھونڈنا محال ہوتا جو مرید نے شیخ کی شان میں اور شیخ نے مرید کی محبت میں کہے ہیں ؎ (ان اشعار کا ترجمہ صفحہ ۱۱۸ پر ملاحظہ فرمائیں۔ جامع)

ایں میرِ تو میرد بہ تو ، مردہ شدہ در دستِ تو
یا دفن کن یا زندہ کن، اے جانِ نازِ دلبری
جانے کوئی کیا اس کو جو ہم تم میں ہے وابستگی
اے مرحبا! عشقِ جلی، اے حبّذا ربطِ خفی

(حضرت اقدس سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

جانِ عشرت، عشرتِ جانِ من است
جانِ او ہر لحظہ مستانِ من است
خسروئے بہرِ نظام الدین بود
بہرِ اختر جانِ تو خسرو نمود

(حضرت والا مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

حضرت والا نور اللہ مرقدہ کے دونوں مجموعہ ہائے کلام کی جمع وترتیب اور تصحیح کُل کی کُل حضرت میر صاحب کے ہاتھوں انجام پائی، جب دوسرا مجموعۂ کلام ''آئینۂ محبت'' اشاعت کے آخری مراحل میں تھا تو حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے میر صاحب سے فرمایا کہ میرے کلام کے آخر میں اپنا کلام بھی شامل کردینا۔ چنانچہ شیخ ومرید کا کلام ایک ہی جلد کے تحت شائع ہوا، جس میں حضرت میر صاحب کی حضرت شیخ کے ساتھ وارفتگی کی جابجا جھلکیاں ملتی ہیں، مثلاً ؎

سامنے تم ہو تو دنیا ہے مجھے خُلدِ بریں
اور قیامت کا سماں تم سے بچھڑ جانے میں ہے
پاس اگر تم ہو تو ہے آباد ویرانہ میرا
ورنہ آبادی بھی شامل میرے ویرانے میں ہے

یہ اشعار ۱۹۷۴ء میں موزوں ہوئے۔ جن کو سن کر حضرت والا نے برجستہ یہ شعر فرمایا ؎

کیا تعجب ہے جو مضطر ہوگئی
جانِ عشرت، جانِ اختر ہوگئی

اور شیخ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اپنے عاشقِ صادق کے لئے کیسے محبت بھرے اشعار فرماتے ہیں ؎

میر رہتا تھا جو نگینے میں
دیکھو بیٹھا ہے کس سفینے میں

اور اپنے اردو مجموعۂ کلام ''فیضانِ محبت'' میں ایک پوری نظم بعنوان ''تذکرۂ میر'' میں فرماتے ہیں ؎

تذکرۂ میر

لگے ہے میر چہرہ سے کہ وہ کوئی منسٹر ہے
مگر ڈانٹے ہے جب موذی کو تو لگتا کلکٹر ہے

مرے کانوں میں خراٹا بھی اس کا مثلِ موٹر ہے
اور اپنے سُرخ رُخساروں سے وہ مثلِ ٹماٹر ہے

بظاہر وہ علی گڑھ کا پڑھا بی کام مسٹر ہے
مگر اب مدرسہ میں شیخ کے اُستادِ مسٹر ہے

مِٹا ڈالا ہے اپنے نفس کو اس میر نے ورنہ
لگے تھا پہلے یہ ظالم کہ کوئی انسپکٹر ہے

سوزو کی کار تھا پہلے ہمارے پاس جب آیا
مٹاپے سے مگر لگتا ہے اب جیسے ٹریکٹر ہے

سفر میں اور حضر میں میر میرے ساتھ رہتا ہے
کبھی لسٹر ہے ظالم اور کبھی یہ مانچسٹر ہے

گدائے خانقاہ بن کر مزہ پایا ہے شاہی کا
اگرچہ پاس اس کے کوئی بنگلہ ہے نہ موٹر ہے

اے اختؔر یہ گدائی خانقاہی اس کی قسمت تھی
وگرنہ میر صاحبزادۂ ڈپٹی کلکٹر ہے

ایک مرتبہ امریکہ کے سفر ۱۹۹۴ء میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت میر صاحب کے لئے یہ شعر ارشاد فرمایا۔

تم خود ہی آگئے ہو مرے جذبِ عشق سے
میرا تو میر تم سے کوئی مُدعا نہیں

اُس وقت حضرت میر صاحب نے بھی برجستہ یہ شعر عرض کیا۔

دیکھے ہزار شمس و قمر کائنات میں
دنیا میں آپ جیسا کوئی دوسرا نہیں

جب حضرت میر صاحب پہلے پہل حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے تو اس وقت کی کیفیت اور اس پر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے تسلی اور محبت بھرے اشعار ''فیضانِ محبت'' ص ۲۰۵ سے نقل کرتا ہوں ؎

عنایاتِ شیخ بر دلِ غم زدۂ سالک

خلق کا مارا ہوا، دنیا کا دھتکارا ہوا
اپنی قسمت سے جو ہو ہر آرزو ہارا ہوا

جس کے دن کٹتے نہ ہوں دنیا کے درد و کرب سے
جس کا دل زخمی ہو یا عشقِ بتاں کی ضرب سے

جس کی رسوائی پہ خندہ زن ہو ساری خلق بھی
اور ہو اپنے کیے پر جس کو بے حد قلق بھی

اس کو لینے کے لئے ہے میرا آغوشِ کرم
اس کی رسوائی کا بھی رکھے گا یہ اخترؔ بھرم

میرا دل اس دکھ بھرے دل پر کرے گا وہ کرم
بھول جائے گا وہ جس سے ساری دُنیا کے ستم

نوٹ: احقر جب حضرت والا کی خدمت میں حاضر ہوا تو بعض حالات کی وجہ سے نہایت شکستہ دل تھا، میرے مرشد سراپا محبت ورحمت فداہ روحی ابی وامی نے غایتِ کرم سے احقر کی تسلی کے لئے یہ اشعار فرمائے جس سے احقر کو

حیاتِ نو عطا ہوئی اور بے شک حضرت اقدس نے روزِ اوّل سے لمحہ لمحہ ساعۃً فساعۃً ایسے الطاف وکرم فرمائے ہیں کہ احقر کا ہر بُنِ مُوز بانِ شکر بن کر بھی حقِ شکر ادا نہیں کرسکتا کہ حضرت والا کے بے پایاں کرم کے صدقہ میں حضرت اقدس کی ذاتِ گرامی احقر کے لئے مجموعۂ سلطنت ہفت اقلیم اور مجموعۂ لذات کائنات ہے۔ فالحمد للہ الذی بنعمتہٖ تتم الصالحات۔ اللہ تعالیٰ احقر کے دمِ آخر تک حضرت والا کا سایۂ لطف وکرم احقر کے سر پر قائم رکھیں۔ (ناکارہ میر عفا اللہ تعالیٰ عنہ)

سلسلۂ تھانوی سے عشق اور شیخ کی تعلیمات پر مِن وعَن عمل پیرا

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو جس طرح حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے سلسلہ تصوف سے کامل مناسبت تھی، تو حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی کبھی حضرت حکیم الامت رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت والا کی تعلیمات اور ارشادات سے سرِ مُو انحراف پسند نہیں کرتے تھے۔ ہمارے شیخ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا خاص مضمون جس میں اللہ تعالیٰ نے حضرت والا سے تجدیدی کام لیا ہے یعنی عشقِ مجازی، بدنظری، بدفعلی، عریانی، فحاشی وغیرہ کی تباہ کاریوں پر جو آپ نے پورے عالم میں پھر پھر کے دردِ دل نشر کیا ہے، یہی مضمون حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا بھی اپنے احباب میں رہتا تھا کہ ایک لمحہ بھی اپنے مالک اور پالنے والے کو ناراض نہ کرو۔ صدورِ گناہ سے سالک کے دل کی جو کیفیت ہوتی ہے ؎

بر دلِ سالک ہزاراں غم بود
گر زِ باغِ دل خلالے کم بود

کہ اس کے دل میں موجود لذتِ قرب میں کسی گناہ کی وجہ سے ایک ذرہ کمی آجائے تو ہزاروں غم اُس سالک کو گھیر لیتے ہیں۔اسی گھٹن اور ضیقِ قلب کی کیفیت کو حضرت میر صاحب نے اپنی شہرۂ آفاق نظم ''رفیقِ تنہائی'' میں اس طرح اظہار فرمایا ہے (یہ نظم جنوبی افریقہ کے جنگل میں رات کی تاریکی اور سنّاٹے کو دیکھ کر موضوع ہوئی تھی۔جامع)

رفیقِ تنہائی

شبِ صحرا مہیب سنّاٹا
موت ہو جیسے زندگی پہ محیط
یا صدورِ گناہ سے دل کی
تنگ ہونے لگے فضائے بسیط

پڑ گئی طول وعرضِ صحرا پر
ظلمتِ شب کی اک سیاہ رِدا
پتّے پتّے پہ مُہرِ خاموشی
کُنجِ عُزلت میں سوگئی ہے ہَوا

گوشِ گُل میں زبانِ بلبل سے
نہیں آتی ہے نوائے سَرگوشی
آب گہوارۂ سکوت ہے آج
موجِ دریا ہے غرقِ بے ہوشی

اس کے بعد اسی نظم کے بقیہ حصہ میں حضرت میر صاحب ایسے گنہگار سالکین کو اپنے شیخ کی ذات سے آگہی دیتے ہیں کہ میں اپنے دل میں ایسے محبوب شیخ کی محبت رکھتا ہوں جس سے گنہگار کے قلبِ مُردہ کو نئی حیات مل جاتی ہے اور وہ پھر گامزن راہِ مولیٰ ہوجاتا ہے۔

---

*مہیب: خوفناک *بسیط: کشادہ *سیاہ رِدا: کالی چادر *کُنجِ عُزلت: درختوں کے نیچے کی تنہائی
*گوش: کان *نوائے سرگوشی: چپکے چپکے باتیں کرنا *گہوارۂ سکوت: خاموشی کی گود، پنگوڑا

وسعتِ ارض پر اندھیروں کو
ظلمتوں میں ہدایتوں کے چراغ

تکتے ہیں آسمان کے تارے
کفر کے گھر میں نور کے پارے

مشترک تجھ میں اور مجھ میں ہے
تو بھی تنہا سکوتِ صحرا میں

ایک ہی وصف اے شبِ صحرا
بزمِ دنیا میں مَیں بھی ہوں تنہا

تجھ کو لیکن بھلا نصیب کہاں
جو ہے خود ایک انجمن تنہا

جو ہے میرا رفیقِ تنہائی
جس کی تنہائی عالم آرائی

وہ سلامت رہے ہزار برس
جس کی اِک اِک ادا حیات فروز

جس کا اِک اِک نَفَس ہزار حیات
بن گئی وصل جس سے ہجر کی رات

جس سے ملتی ہے قلبِ مُردہ کو
قرب جس کا ہے رشکِ خُلد بریں

اک نئی جان یعنی جانِ حیات
شاہدِ عدل جس پہ ہیں آیات

وہ جو آتا ہے میہماں بن کر
جو نگاہوں سے دُور ہو کر بھی

جب کبھی دل اُداس رہتا ہے
ہر گھڑی دل کے پاس رہتا ہے

ایسا محبوب کوئی دکھلائے
جو ہو موجود دل کی دھڑکن میں

ہو جو ہر دم دلِ حزیں کا حبیب
رگِ جاں سے بھی ہو زیادہ قریب

---

* حیات فروز: زندگی کو روشن کرنے والی * وصل: ملاقات * خُلدِ بریں: آسمان کی جنت
* شاہدِ عدل: مستند گواہی * آیات: نشانیاں

ان اشعار کے بارے میں حضرت والا نے فرمایا: ''یہ اشعار درد انگیز، درد آمیز، درد ریز ہیں۔ ان اشعار سے مجھ پر عجیب کیفیت طاری ہوجاتی ہے اور میں آفاق کے اُس پار کسی دوسرے عالم میں پہنچ جاتا ہوں۔ جس کو یہ اشعار پسند نہ آئیں اُس کو مجھ سے مناسبت نہیں۔ اگر میرے پاس ہوتا تو آپ کو دس لاکھ روپے دیتا۔ گناہ کی ظلمتوں کو بہترین تعبیر کیا ہے۔''

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے بعض حالات

حضرت والا مرشدی رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو گلشن خانقاہ سے ہجرت صرف اور صرف دین کی اشاعت کی خاطر کرنا پڑی۔ فرمایا کہ دین کا کام جو ہر بات پر فوقیت رکھتا ہے وہ یہاں رہ کر ممکن نظر نہیں آتا، اگر دین کا کام نہ کرنا ہوتا تو مجھے اپنی راحت و آرام خراب کرنے کی کیا ضرورت تھی؟

ہمیں لاکھ زمانہ لبھائے تو کیا نئے رنگ جو چرخ دکھائے تو کیا
یہ محال ہے اہلِ وفا کے لئے غمِ ملت والفتِ دیں نہ رہے

تو جس جگہ کے لئے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ نیت کر رکھی تھی کہ میرا جنازہ یہیں سے نکلے، وہ انتہائی غم کی کیفیت میں چھوڑنی پڑی۔

پہلا صدمہ تو حضرت مرشد کی رحلت اور دوسرا گلشن سے ہجرت، ان دونوں نے حضرت کی صحت کو کمزور کر کے رکھ دیا۔ گویا خواجہ صاحب کے اس شعر کے مصداق ہوگئے تھے کہ ؎

ہنسی بھی ہے گو لبوں پہ ہر دم اور آنکھ بھی میری تر نہیں ہے
مگر جو دل رو رہا ہے پیہم کسی کو اس کی خبر نہیں ہے

سندھ بلوچ سوسائٹی آکر کیفیت یہ تھی کہ بس حضرت کی تصانیف، مواعظ، سوانح اور اصلاحی خطوط کے جوابات اسی میں صبح ہوتی تھی اسی میں شام۔ خاص طور پر سوانح کی بہت فکر تھی لیکن مواعظ اور اصلاحی خطوط کے جوابات نے فرصت ہی نہ لینے دی۔ کئی دفعہ فرمایا کہ اب مواعظ کا کام تم کرلو اور میں سوانح کا کام کرلوں لیکن پھر صحت دن بدن گرتی ہی چلی گئی۔ فروری ۲۰۱۴ء سے اپریل ۲۰۱۵ء صرف ۱۴ ماہ میں الحمدللہ ۸۰ وعظ چھپ کر آگئے، اس طرح تعداد ۱۸۹ (مواعظ حسنہ ۱۰۹، مواعظ اختر ۸۰) ہوگئی۔ اللہ تعالیٰ قبول فرمالیں اور واعظ وجامع وتمام معاونین کے لئے صدقہ جاریہ فرمائیں۔

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے امراض اور آخری ایام

ہچکیاں بھی مری سن لو مرے نالے تو سنے
ٹھہرو اِک نغمہ ابھی اور مرے ساز میں ہے

حضرت کو لاحق امراض میں دل کا مرض (۲ مرتبہ ہارٹ اٹیک اور سرجری)، گردے کا مرض (پانچ سال سے ڈائیلیسس)، شوگر کا مرض، ہائی بلڈ پریشر کا مرض تو قدیم تھے ہی۔ پچھلے چند ماہ سے پیروں میں جان نہیں رہی تھی جس کی وجہ سے صرف سہارے سے چل سکتے تھے، پھر کمر کے نچلے حصہ میں کوئی زخم ہوگیا تھا جس کی سرجری بھی ہوئی لیکن شاید شوگر کی وجہ سے مندمل نہ ہوا اور آخر دم تک سخت اذیت کا باعث بنا۔

۱۰/اپریل ۲۰۱۵ء بروز جمعہ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو پیٹ میں شدید درد ہوا تو ڈاکٹر امان صاحب سے فرمایا کہ ''لگتا ہے اب ہمارا آخری وقت آگیا ہے۔''

۱۴/اپریل ۲۰۱۵ء کو حضرت کو دل کا دورہ پڑا اور آکسیجن کم ہو کر ۷۰ پر آ گئی تو فرمایا کہ ''اے اللہ! اگر ہمارا آخری وقت آ گیا ہے تو ایمانِ کامل پر خاتمہ نصیب فرمائیے۔'' ڈاکٹر امان صاحب نے بتایا کہ حضرت میر صاحب نے ان سے فرمایا تھا کہ میرا علاج صرف تم کرنا اور کسی بھی صورت مجھے اسپتال نہ لے کر جانا، اس لئے یہاں بیتِ میر ہی میں انہوں نے علاج جاری رکھا۔

۱۶/اپریل کو حضرت کے بھائی قاسم جمیل صاحب کی طبیعت کافی ناساز ہوئی، انہیں دمہ کی پرانی شکایت تھی۔ ۱۸/اپریل کو انہیں داخلِ اسپتال کیا گیا جہاں معلوم ہوا کہ برین ہمرج ہوا ہے اور بچنا مشکل ہے۔ ۱۹/اپریل بروز اتوار ان کا انتقال ہو گیا۔ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو اپنے چھوٹے بھائی سے بے انتہا قلبی تعلق تھا جن کے بے لوث تعاون نے حضرت کو اپنے شیخ کی خدمت میں سالہا سال رہنے میں زبردست کردار ادا کیا تھا۔ ان کے انتقال پر حضرت نے فرمایا کہ بھائی تو سینکڑوں ہوتے ہیں لیکن قاسم جیسے خال خال ہوتے ہیں، جب مولانا حافظ محمد اسحٰق صاحب سلمہ (نبیرۂ شیخ) تعزیت کے لئے تشریف لائے تو اُن سے بھی یہی فرمایا کہ اب ہمارے بھی جانے کا وقت قریب آ گیا ہے، انہوں نے تسلی دی کہ انشاء اللہ تعالیٰ لمبی عمر ہو گی اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیمات کا بہت کام ابھی باقی ہے جو آپ کو کرنا ہے۔

ایسے محبوب بھائی کی جدائی کا غم حضرت کے لئے مزید دلی صدمہ کا باعث بنا لیکن تسلیم و رضا کا پیکر بنے رہے تاہم دل کو جو نقصان پہنچنا تھا وہ تو ہو چکا اور بھائی کی رحلت کے محض تین دن بعد ۲۲/اپریل کو ایک اور دورہ پڑا۔ اس کے علاوہ ایک نیا مرض جس کی وجہ ڈاکٹر حضرات نہیں جان سکے کہ آخری دو ماہ میں لو بلڈ پریشر کی شکایت رہنے لگی۔ لیٹے رہتے تو بلڈ پریشر درست رہتا اور بیٹھ کر کام کرنا شروع کرتے تو دو گھنٹہ بعد پھر کم (LOW) ہو جاتا اور لیٹنا پڑتا۔ ڈائلیسس کرنے کے لئے جتنا

بلڈ پریشر چاہئے ہوتا ہے اس لیول پر لانے کے لئے انجکشن لگانے پڑتے جن کی مقدار اور پاور بڑھتے بڑھتے آخری دنوں میں آخری حد پر پہنچ گئی۔مزید یہ کہ آکسیجن کی کمی محسوس ہونے لگی تو بار بار آکسیجن لگائی جانے لگی، آخری دو ہفتہ میں خوراک اتنی معمولی رہ گئی کہ کمزوری دور کرنے کے لئے ENSURE MILK پلایا جانے لگا، بمشکل دو چار لقمے کھاتے تھے۔ دوسرے دورۂ دل کے بعد طبیعت میں عجیب کیفیت پیدا ہوگئی کہ اکثر آسمان کی طرف نگاہ اُٹھی رہتی اور گہری سوچ میں مستغرق رہتے جیسے کچھ خاص رابطے میں ہیں، اس لئے جو چیز اس میں حائل ہوجاتی تو برداشت نہ کرتے تھے، اگر خاص خدام میں سے بھی کوئی سامنے کھڑا ہوجاتا تو اس کو پیچھے چلے جانے کا فرماتے، ساتھ ہی نماز کی فکر بہت کرتے تھے کہ کہیں قضا نہ ہوجائے یا مکروہ وقت نہ شروع ہوجائے۔

انتقال سے تین دن پہلے بدھ کے دن ڈائلیسس ہونا تھا لیکن اسی کم بلڈ پریشر کی وجہ سے نہ ہوسکا، جمعرات کو بلڈ پریشر کچھ بہتر ہوا تو ڈائلیسس کرلیا گیا لیکن اب روزانہ کرنے کا فیصلہ ہوا (اب تک ایک دن چھوڑ کر ہوتا تھا) اگلے دن بلڈ پریشر دورانِ ڈائلیسس اتنا کم ہوگیا کہ ڈائلیسس بند کرنا پڑ گیا، یہ جمعہ کا دن تھا اور طبیعت میں عجیب بشاشت تھی۔ صبح ہی اپنے خدّام سے فرمادیا تھا کہ آج جمعہ کا دن ہے اور مجھے غسل کرنا ہے۔خدّام نے غسل کے تمام انتظامات کرلئے تھے کہ پیٹ کی تکلیف شدید ہوگئی اور غسل نہ کرسکے۔اسی جمعہ کی رات میں کئی دن بعد کھانا بھی رغبت کے ساتھ اچھی طرح کھایا اور نیند بھی خوب گہری آئی۔تمام خدّام خوش ہوگئے کہ طبیعت میں بہتری نظر آرہی تھی۔ ہفتہ کو نیند تو ٹھیک آئی لیکن صبح آٹھ بجے کے قریب ناشتہ سے پہلے دی جانے والی دوا پھیپھڑے میں چلی گئی اور سانس اُکھڑ گیا۔ ہنگامی طور پر معالج ڈاکٹر امان اللہ صاحب کو بلوایا اور فرمایا ڈاکٹر صاحب! آج آخری کوشش کرلو۔ڈاکٹر صاحب کو

اندازہ ہوگیا کہ اب حالت انتہائی نازک ہے اور سب احباب سے دعا کے لئے عرض کیا۔
مفتی انوار صاحب نے بتایا کہ تقریباً ۹ بجے زور سے لا الٰہ کہا اور تقریباً ۱۰ بجے
فرمایا ''بلا رہا ہے''۔ طویل حدیث شریف جو حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مسند احمد،
نسائی، ابن ماجہ میں مروی ہے جس میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ مبارک ہے کہ جب
مومن کی موت کا وقت آتا ہے تو رحمت کے فرشتے سفید ریشمی کپڑا سامنے کرکے اس کی
روح کو خطاب کرتے ہیں اُخْرُجِیْ رَاضِیَۃً مَّرْضِیَّۃً اِلٰی رَوْحِ اللّٰہِ وَرَیْحَانِہٖ یعنی
اس بدن سے نکلو اس حالت میں کہ تم اللہ سے راضی ہو اور اللہ تم سے راضی، اور یہ نکلنا
اللہ تعالیٰ کی رحمت اور جنت کی دائمی راحتوں کی طرف ہوگا۔ (معارف القرآن ج ۸ ص ۷۴۵)

ڈاکٹر امان، ڈاکٹر حافظ عمر، ڈاکٹر عارف یہ تینوں صبح سے آخری سانس تک
سرتوڑ کوشش کرتے رہے۔ بالآخر کافی مہنگا ایک انجکشن لگایا گیا جس سے بلڈ پریشر
50/40 سے معمولی بڑھ کر 70/50 ہی ہوسکا جو درکار 100/70 سے بہت کم تھا اور
یہ بھی محض ایک گھنٹہ ہی رہا۔ آخری تین الفاظ جو ادا فرمائے وہ دن کے ایک بجے سے پہلے
پہلے تھے جب اپنے خاص خادم کامران سلمہٗ کو آواز دی، ایک آدھ گھنٹہ بعد اپنے بھائی
قاسم کا نام لے کر فرمایا کہ قاسم اپنا مال اللہ کے راستہ میں دے کر جنت کما گیا۔ ایک بجے
مسجد میں ظہر کی جماعت ہوتی ہے، احقر نماز پڑھ کر واپس آیا تو خادمین نے بتایا کہ
حضرت نے تمہیں آواز دی تھی۔ احقر کمرہ میں حاضر ہوا تو آنکھیں بند تھیں اور بظاہر غشی
شروع ہوچکی تھی۔ اس کے بعد ہوش میں نہیں آئے۔

بہ لبم رسیدہ جانم تو بیا کہ زندہ مانم
پس ازاں کہ من نمانم بہ چہ کار خواہی آمد[1]

---

[1] ترجمہ: میری جان ہونٹوں پر آچکی، تو آجا کہ میں زندہ رہوں۔ اس کے بعد جبکہ میں زندہ نہ رہوں گا تو پھر تو کس کام کے لئے آئے گا۔

احقر کچھ دیر حسرت سے چہرۂ مبارک کو دیکھا کیا، کچھ آہٹ بھی کی کہ شاید آہٹ پا کر آنکھیں کھول دیں لیکن حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جسمِ مبارک گویا حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا یہ شعر بزبانِ حال پڑھ رہا تھا ؎

بہ حیات آں نگارے ہمہ روز اگر نیائی
سرِ شام برمزارم بہ سلام خواہی آمد

ترجمہ: اے میرے دوست اگر تم دن میں، میری زندگی میں مجھ سے ملنے نہیں آئے تو شام کو میرے مزار پر سلام کرنے ضرور آنا۔

طبیعت کی یہ حالت ہونے کے بعد شہر کے کونے کونے سے احباب فکرمند ہو کر حاضر ہونے لگے، پورا ہال اور کمرے اہل محبت سے پُر تھے۔ بیتِ میر میں بار بار ختم خواجگان کا ورد جاری رہا۔ حضرت مرشدنا شیخ العرب والعجم رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مولانا ابراہیم صاحب مدظلہ اور مولانا اسحٰق صاحب مدظلہ بھی کافی دیر موجود رہے۔ مولانا ابراہیم صاحب شام بھی تشریف لائے، پھر رات بھی دوسرے کمرہ میں فکرمند تشریف فرما تھے کہ احقر نے رحلت کی اطلاع بھجوائی، دوڑے ہوئے حاضر ہوئے، زار وقطار روتے ہوئے پیشانی پر بوسہ دیا۔ کمرہ میں موجود ہر شخص کی یہی حالت تھی ؎

عشق کا نام اس سے روشن تھا
قیس و فرہاد کا نشاں نہ رہا
کوئی ویسا نظر نہیں آتا
وہ زمیں اور وہ آسماں نہ رہا
چشمِ دوراں سے آج چھپتی ہے
میرِ خستہ حال کی صورت
دیکھ لو آج پھر نہ دیکھو گے
عشرتِ بے مثال کی صورت

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تجہیز و تکفین اور نمازِ جنازہ وآخری آرام گاہ

۱۰:۳۰ بجے شب حضرت نے داعئ اجل کو لبیک کہا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعْطٰی وَکُلٌّ عِنْدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی۔ وَاِنَّا بِفِرَاقِكَ یَا سَیِّدَنَا لَمَحْزُوْنُوْنَ۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح میں تو حضرت میر صاحب نے حضرت والا کی وفات پر یہ شعر معمولی ترمیم کرکے یوں لکھا ہے ؎

جو تم بن نہ جینے کو کہتے تھے
نہ اس عہد کو ہم وفا کر سکے

لیکن اب احقر اس شعر کو اس کی اصل حالت میں حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی وفات پر خود ان کی ذات کے لئے لکھتا ہے ؎

جو تجھ بن نہ جینے کو کہتے تھے ہم
سو اس عہد کو اب وفا کر چلے

آپ کے غسل کی سعادت حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے پوتے مولانا اسحٰق صاحب سلمہٗ اور حافظ ضیاء الرحمٰن امریکی سلمہٗ کی نگرانی میں خادمین (مفتی انوار سلمہٗ، مولوی اسداللہ سلمہٗ، حافظ برکت اللہ سلمہٗ، غلام جیلانی سلمہٗ، کامران سلمہٗ) اور مفتی ارشاد صاحب مدظلہ و مولانا حسین صاحب مدظلہ (مدرسین جامعہ) نے انجام دی۔ غسل سندھ بلوچ کی خانقاہ کے صحن میں دیا گیا۔ الحمدللہ ایک ایک سنت پر عمل کی کوشش کی گئی۔ غسل اور تکفین کے بعد جسم مبارک کو حجرۂ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ میں رکھ دیا گیا۔ چونکہ صبح سے قبل قبر کی تیاری ممکن نہیں تھی اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی تدفین کے موقع پر ایسے ہی حالات میں مفتیانِ کرام نے میت کا دیدار کرانے کی اجازت دے دی تھی لہٰذا کئی گھنٹے تک زائرین آ آ کر دیدار کرتے رہے۔ قبر جلد تیار ہوجانے کی بناء پر نماز جنازہ صبح ساڑھے چھ بجے ادا کردی گئی۔ حضرت مولانا حکیم محمد

مظہر صاحب دامت برکاتہم بھی رات ایک بجے تک خانقاہ سندھ بلوچ سوسائٹی ہی میں تشریف فرما رہے اور انتظامات کی نگرانی فرماتے رہے، مولانا ابراہیم صاحب مدظلہ بھی سندھ بلوچ اپنے گھر ہی پر موجود رہے اور احقر سے فرمایا کہ رات کو جس وقت بھی ضرورت پڑے، بلا جھجک فون کر لینا۔ صبح فجر کی نماز کے بعد جنازہ اٹھایا گیا اور باہر لا کر اژدہامِ کثیر کی بناء پر دونوں اطراف لمبے بانس باندھنے کے لئے سڑک پر رکھا گیا تاکہ زیادہ سے زیادہ لوگ کندھا دینے کی سعادت حاصل کر سکیں۔ ابھی بانس باندھے جا رہے تھے کہ خانقاہ گلشن سے مولانا مظہر صاحب دامت برکاتہم و مولانا اسحٰق صاحب سلمہٗ اور دیگر حضرات بھی پہنچ گئے۔ جس جگہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی نماز جنازہ پڑھائی گئی تھی ٹھیک اسی جگہ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ حضرت مولانا مظہر صاحب مدظلہ نے پڑھائی۔ وہاں سے لے کر مسجد امداد کے قبرستان تک جہاں قبر تیار تھی (قبر کی کھدائی پانچ چھ گھنٹوں کی محنتِ شاقہ سے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے تعلق رکھنے والے جامعہ ہی کے پانچ طالب علموں نے کی تھی تاہم بلاک اور سیمنٹ کے کام کے لئے مولانا ابراہیم صاحب نے اپنے ٹھیکیدار سے مستری اور مزدور منگوا لیا تھا جنہوں نے قبر کی دیواریں چُنائی کی) اژدہام کی وجہ سے کسی کو شاید ہی دو مرتبہ کندھا دینا نصیب ہوا ہو۔ قبر میں مولانا ابراہیم صاحب مدظلہ، حافظ بلال سلمہ اور مولوی نور الزمان سلمہٗ اترے۔

الٰہی خیر! کس کو مل گیا رخصت کا پروانہ
دِگرگوں دیکھتا ہوں آج کیوں عالم کا افسانہ

بھرے گا کون اب یوں پے بہ پے رندوں کا پیمانہ
چلا جاتا ہے کس پہ چھوڑ کر ساقی یہ مے خانہ

فلک پر کیوں اداسی چھا رہی ہے چار سو آخر
نظر آنے لگا کیوں دفعتاً ہر سمت ویرانہ

فضا روتی ہے ہنگامِ سحر کیوں سسکیاں لے کر
کلیجہ تھام کر آتا ہے سورج کیوں پشیمانہ

یہ رحلت ہے جہاں سے کس محبوبِ عالم کی
گری جاتی ہے خلقت شمع پر ہم مثلِ پروانہ

چلی جاتی ہے اُف کاندھوں پہ میت کس کی اے ہاتِف
یہ کس شمع پہ ہے ماتم کُناں ہر سمت پروانہ

الٰہی دیکھ کر حیران ہوں سب دَیر و حرم والے
ترے دُرویش کی میت کا یہ اندازِ شاہانہ

بنائے گا بلا نوشی کا عادی کون رندوں کو
تکیں گے اب کسے مے خوار اور یہ جام و پیمانہ

بلائے گا بھلا اب کون الفت کی نگاہوں سے
ملے گا اب کہاں شفقت کا اندازِ کریمانہ

وہ گل جس کو سراپا گلستاں کہنا حقیقت ہے
وہ جوہر جس پہ شیدا جوہری ہے مثلِ پروانہ

کہاں ڈھونڈیں گے پروانے چراغِ جستجو لے کر
وہ شمع جو سراپا ہو غمِ ملت کا افسانہ

کہاں رخصت ہوئی وہ شمع اور شمع کے پروانے
سسک کر رو رہے ہیں یہ در و دیوارِ کاشانہ

تسلی کون دے گا اب پریشاں حال ملت کو
رکھے گا کون سر پر اِس کے اب دستِ کریمانہ

دکھائیں گے کسے اب زخمِ دل زخمِ جگر عارفؔ
رکھے گا کون نبضِ دل پہ انگشتِ مسیحانہ

(یہ اشعار حضرت مولانا مشرف علی تھانوی صاحب دامت برکاتہم نے اپنے شیخ ومرشد کی رحلت پر کہے تھے جو موقع کی مناسبت سے یہاں تحریر کئے گئے ہیں۔ جامع)

قبر کی جگہ متعین کرنے کے لئے حضرت مولانا مظہر صاحب مدظلہ، صاحبزادگان مولانا ابراہیم صاحب، مولانا اسحٰق صاحب مدظلہما رات ہی قبرستان تشریف لائے تھے۔ حضرت والا محبی ومحبوبی رحمۃ اللہ علیہ کے قدموں میں جگہ نصیب ہوئی اور گویا وہ خواہش بھی پوری ہوگئی کہ اے میرے شیخ! مجھے تو آپ بس اپنے قدموں میں پڑا رہنے دیں ؎

جان ہی دے دی جگرؔ نے آج پائے یار پر
عمر بھر کی بے قراری کو قرار آ ہی گیا
(جگر)

بنگلہ دیش سے حضرت مولانا شاہ عبدالمتین صاحب دامت برکاتہم (خلیفہ اجل حضرت والا شیخ العرب والعجم نور اللہ مرقدہ) نے جو تعزیتی پیغام ارسال فرمایا اس کے پرنور

الفاظ نقل کئے بغیر دلِ افسردہ کو چین نہیں آرہا۔ فرماتے ہیں کہ:

''آہ! ان کی محبت، خلوص، تعلق ووفا اور احسانات کو ہم کیسے بھول سکتے ہیں؟ اور یہ معلوم ہو کر کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے جوارِ نور و رحمت میں مدفون ہوئے ہیں، ان کی قسمت پر کتنی ارواح میں رشک امنڈنے لگا۔ ارحم الراحمین نے ان کی آرزو خوب پوری کی۔'' انتہیٰ کلامہ۔

کیسے پرنور الفاظ ہیں اور کیا درد بھرا اظہارِ تعلق ہے! اے اللہ میرے ٹاٹ کے اس بوریئے میں اس ولی کامل کے ریشم کے پیوند کو قبول فرما کر اس عبدِ ناکارہ کی ناقص سعی کو بھی شرفِ قبول عطا فرما دیجئے۔ آمین!

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خدام کی عظیم الشان خدمات

اب جبکہ احقر حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی دنیاوی حیات کے حالات کا آخری باب بھی بند کرنے لگا ہے تو رہ رہ کر وہ میرے محبوبین، وہ محبت وعظمت کے مینار یاد آرہے ہیں جن کے تذکرہ اور جن کے لئے کلماتِ شکر ادا کئے بغیر حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کا یہ باب نامکمل رہ جائے گا۔ یہ وہ احباب ہیں جنہوں نے اپنی جان، مال، وقت، فکر سے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے آخری پندرہ برسوں میں حضرت کی ایسی خدمت اور راحت رسانی کی ہے جو تاریخِ وفاداری میں سنہرے حروف سے لکھے جانے کے قابل ہے۔ فہرست طویل بھی ہے اور ناموں کی تقدیم وتاخیر سے ایک کی دوسرے پر ترجیح ہونے کا بھی اندیشہ ہے، اس لئے کسی کا نام نقل کرنا مناسب نہیں معلوم ہو رہا۔ وفاداری اور بے لوثی کے اس میدانِ کارزار میں اپنے ان پیاروں کو ''گمنام سپاہی'' کا نام دوں گا، ان تمام حضرات وخواتین کو میرا اسلامِ عقیدت پہنچے جنہوں نے کسی صلہ کی توقع بھی نہیں رکھی اور کٹھن سے کٹھن خدمت سے بھی گریز نہیں کیا۔ جس حیٌّ لَا یَمُوْتُ وَلَا یَنَامُ کی خاطر انہوں نے حضرت

میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خدمت کی، کوئی دیکھے یا نہ دیکھے، کوئی جانے یا نہ جانے، وہ علیم اور خبیر تو جانتا ہے، وہ انہیں دونوں جہان میں اس کا بہترین صلہ عطا فرمائے۔ آمین!

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کوئی بیوی بچے نہیں تھے، خدمت کرنے کے لئے کوئی عزیز رشتہ دار بھی نہیں تھا لیکن یہ بھی اللہ تعالیٰ نے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی کرامت کا ظہور فرمایا کہ خلقت آپ کی خدمت کے لئے ٹوٹی پڑتی تھی۔ خادمین کو شفٹوں میں تقسیم کیا جاتا تھا، خواتین اپنے ہاتھ کے پکائے ہوئے کھانے حضرت کو کھلانا چاہتی تھیں تو ان کو بھی یکے بعد دیگرے مختلف ایام میں موقع دیا جاتا تھا اور پھر ان خواتین کے بچے اپنے ابا یا بھائی وغیرہ سے پوچھتے تھے کہ یہ بتاؤ! حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ہماری بھیجی ہوئی چیز کھائی تھی؟ آپ کو پسند آئی تھی؟ وغیرہ وغیرہ گویا کھلی آنکھوں

﴿اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ سَیَجۡعَلُ لَہُمُ الرَّحۡمٰنُ وُدًّا﴾[1]

کا مشاہدہ تھا۔ حضرت حکیم الامت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں یہ جَعَلَ دنیا ہی میں ہے بدلیل حدیث فَیُوۡضَعُ لَہُ الۡقُبُوۡلُ فِی الۡاَرۡضِ کہ اللہ تعالیٰ خلائق کے دل میں نیک مومن کی محبت ڈال دیتے ہیں۔

اب جبکہ میرے الفاظ اور میرا قلم حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی اس روحانی اولاد کے لئے ہدیۂ تبریک پیش کرنے سے اپنے آپ کو قاصر پا رہے ہیں، لہٰذا ؎

دیکھ کے اپنے ضعف کو اور قصورِ بندگی
آہ و فغاں کا آسرا لیتی ہے جانِ ناتواں

ان گمنام سپاہیوں کا شکریہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے ایک اور اجل خلیفہ، شیخ الحدیث فی الافریقہ حضرت مولانا مفتی شاہ محمد امجد صاحب دامت برکاتہم کے صوتی تعزیتی

---

[1] سورہ مریم: آیۃ ۹۶۔ ترجمہ: بلاشبہ جو لوگ ایمان لائے اور انہوں نے اچھے کام کئے اللہ تعالیٰ ان کے لئے محبت پیدا کردے گا۔ (بیان القرآن)

پیغام سے نقل کرتا ہوں۔ حضرت مفتی صاحب فرماتے ہیں کہ:

''حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی ہمارے حضرت والا مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کی زندگی کی عملی اور علمی تفسیر وتشریح تھی۔ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے اوصاف وکمالات میں سب سے بڑا کمال یہی ہے کہ اپنے شیخ کے ساتھ محبت میں کامل ویکتا تھے کہ جو تمام خوبیوں کے حصول کی کنجی ہے۔ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے اپنے شیخ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی جیسی خدمت کی اور جو فنا فی الشیخ کا مقام حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو حاصل تھا، اس کی قبولیت کی علامت اور نشانی یہ بات سمجھتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو ان کی عمر کے آخری حصہ میں ایسے خدام عطا فرمائے جو اپنا سب کچھ نثار کئے ہوئے تھے اور صبح وشام، رات ودن ہر قسم کی خدمت وراحت رسانی کا ہر طرح خیال رکھا۔ اسی طرح ڈاکٹر حضرات کے لئے بھی دل سے دُعا نکلتی ہے۔ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خدام نے خود حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے الفاظ میں ان کی ایسی خدمت کی ہے جو آج کے زمانہ میں والدین کی اپنی عام دنیادار اولاد تو کیا نیک دیندار اولاد بھی نہیں کر پارہی ہے۔ انشاء اللہ! حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے خدام کی خدمت میزانِ عمل میں بہت بھاری ہوگی اور اس کا اجرِ عظیم ملے گا۔'' انتہیٰ کلامہٗ۔

قبر کا نقشہ یوں سمجھ لیں کہ دروازہ سے داخل ہوتے ہی دائیں طرف پہلی قبر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی ہے، ان کے قدموں میں حضرت پیرانی صاحبہ (والدہ مولانا مظہر صاحب) رحمۃ اللہ علیہا مدفون ہیں، پھر ایک قبر کی جگہ چھوڑ دی گئی ہے۔ اس کے بعد حضرت حاجی افضل صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجازِ صحبت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ) اور حضرت غلام سرور صاحب رحمۃ اللہ علیہ (خلیفہ مجاز حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ) کی قبور ہیں اور ان

کے متوازی دائیں طرف حضرت والا میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آخری آرام گاہ ہے ؂

تازہ خواہی داشتن گر داغہائے سینہ را
گاہے گاہے باز خواں ایں قصۂ پارینہ را ۱؎

یہ ہوتا ہے رخصت غلامِ محبت
سلامِ محبت سلامِ محبت
نہ ہی میر سا کوئی دنیا میں دیکھا
تمامِ جنون و تمامِ محبت

......☆......☆......☆......

......☆......☆......

......☆......

۱؎ اگر تم سینہ میں لگے داغوں کو تازہ کرنا چاہو تو کبھی کبھی اس قصۂ پارینہ کو دوبارہ پڑھ لیا کرنا۔

قال اللہ تعالیٰ

وَمِنۡ آیاتِهٖ مَنَامُكُمۡ بِاللَّيۡلِ وَالنَّهَارِ

(الروم: ۲۳)

(اور اُسی کی نشانیوں میں سے تمہارا سونا لیٹنا ہے رات میں اور دن میں۔)

ترجمہ از بیان القرآن

وقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

الرُّؤۡيَا الصَّالِحَةُ جُزۡءٌ مِنۡ سِتَّةٍ وَّ اَرۡبَعِيۡنَ جُزۡءًا مِّنَ النُّبُوَّةِ

(متفق علیہ)

مبشراتِ منامیہ

برائے

مرشدنا و مولانا صدیقِ زمانہ جاں نثارِ شیخ

قرۃ اعیننا، سکینۃ صدورنا، امام السالکین عارف العارفین

حضرت اقدس شاہ سیّد عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

''مبشراتِ منامیہ''

بَعْدَ الْحَمْدِ وَالصَّلٰوۃِ:فَقَدْ قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَاوَ فِی الْاٰخِرَۃِ اَلْاٰیَۃَ۔رَوَی التِّرْمِذِیُّ عَنْ اَبِی الدَّرْدَاءِ قَوْلَہٗ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ فِیْ تَفْسِیْرِ ھٰذِہِ الْاٰیَۃِ ھِیَ الرُّؤْیَاالصَّالِحَۃُ یَرَاھَاالْمُسْلِمُ اَوْ تُرٰی لَہٗ وَفِی الْحَدِیْثِ لِلْبُخَارِیِّ قَالُوْا وَمَا الْمُبَشِّرَاتُ قَالَ الرُّؤْیَا الصَّالِحَۃُ۔وَفِی الْحَدِیْثِ الْمُتَّفَقِ عَلَیْہِ عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم قَالَ مَنْ رَاٰنِیْ فِی الْمَنَامِ فَقَدْ رَاٰنِیْ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ فِیْ صُوْرَتِیْ ۔اَلْحَدِیْثَ۔ثُمَّ قِیْلَ مَعْنَاہٗ مَنْ رَاٰنِیْ عَلٰی صُوْرَتِیْ الَّتِیْ اَنَا عَلَیْھَا وَقِیْلَ مَعْنَاہٗ مَنْ رَاٰنِیْ بِاَیِّ صُوْرَۃٍ کَانَتْ لِاَنَّ تِلْکَ الصُّوْرَۃَ مِثَالٌ لِّرُوْحِہِ الْمُقَدَّسَۃِ فَاِنَّ الشَّیْطَانَ لَا یَتَمَثَّلُ بِمِثَالٍ عَلٰی اَنَّہٗ مِثَالٌ لَہٗ ،صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ ۔(مشکوٰۃ)۔وَفِی الْحَدِیْثِ الْمُتَّفَقِ عَلَیْہِ عَنْ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ اَلرُّؤْیَاالصَّالِحَۃُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّۃٍ وَّ اَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّۃِ ۔اَلْحَدِیْثَ۔

اچھا خواب نبوت کا چھیالیسواں حصہ ہے۔امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اس پر پورا ایک باب ''باب اَلرُّؤْیَاالصَّالِحَۃُ جُزْءٌ مِنْ سِتَّۃٍ وَّ اَرْبَعِیْنَ جُزْءًا مِنَ النُّبُوَّۃِ'' قائم فرمایا ہے اور اچھا خواب لَھُمُ الْبُشْرٰی فِی الْحَیٰوۃِ الدُّنْیَاوَ فِی الْاٰخِرَۃِ کی تفسیر ہے۔مفسرین لکھتے ہیں کہ دنیا میں بشارت کی تفسیر یہ ہے کہ کوئی اپنے لئے یا اُس کے احباب اس کے لیے اچھا خواب دیکھیں یعنی یا خود دیکھے یا اُس کے احباب دیکھیں تو یہ لَھُمُ الْبُشْرٰی کی تفسیر ہے۔یہاں چند امور غور طلب ہیں۔

(اول) آیت اپنے عموم اور حدیث اپنے خصوص سے غیر نبی کے رؤیا صالحہ کو مطلقاً مبشر ہونے کی حیثیت سے معتبر بتلا رہی ہے۔

(ثانی) اور ایسی رؤیا کو بالخصوص حدیث زیادہ معتبر بتلاتی ہے جس میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی

رویت مبارکہ سے کسی کو شرف حاصل ہو۔

(ثالث) پھر حدیث ہی شریعت میں رؤیا صالحہ کے درجہ کا بھی تعین کرتی ہے یعنی نہ وہ محض ازقبیل ''اوہام واضغاث احلام'' ہے جیسا کہ بعض فلاسفہ اہل تفریط کا خیال ہے ورنہ لسانِ شارع علیہ الصلوٰۃ والسلام میں اِس کا لقب مُبشّر نہ ہوتا اور نہ وہ ''حجۃ فی الاحکام اومُثبِتِ حلال وحرام'' ہے جیسا کہ اکثر عوام وبعض خواص کالعوام اہل افراط کا مقال ہے۔تو حاصل اس درجہ کا رحمتِ حق سے تقویتِ رجاء (امید باندھنا) ہے۔حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب نماز پڑھ چکتے تو صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی طرف رخ کرتے اور فرماتے آج رات جس نے کوئی خواب دیکھا ہوتو بیان کرے،اگر کسی نے خواب دیکھا ہوتا تو وہ بیان کرتا پس آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بارے میں، جواللہ تعالیٰ چاہتا،بیان فرماتے۔(بخاری شریف)

(رابع) نیز حدیث ہی اِس کی تبشیر کو عام بتلا رہی ہے خواہ صاحبِ معاملہ خود دیکھے یا صاحبِ معاملہ کے حق میں کوئی دوسرا مومن دیکھے۔

(خامس) پھر رویت نبویہ میں جوصورتِ اصلیہ کی تقیید میں اختلاف ہے، یہ رؤیا کے اثر میں اس لئے مضر نہیں کہ اس سے احتجاج نہیں کیا جاتا،صرف تقویت رجاء کی جاتی ہے تو یہ رجاء قطع نظر رؤیا سے مستقلاً بھی طاعت ہے۔

(سادس) بروایتِ حدیث شریف اگر کوئی اچھا خواب دیکھے تو جس کو دوست رکھتا ہو اُس کو بیان کرے اور جب برا خواب دیکھے تو اُس خواب کے اور شیطان کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگے اور تین مرتبہ (اپنی بائیں جانب۔مسلم شریف) تھتکار دے (اور کروٹ بدل دے۔مسلم شریف) اور کسی کو بیان نہ کرے، وہ اس کو کچھ ضرر نہ پہنچائے گا۔(متفق علیہ)

(سابع) سب سے بڑا بہتان یہ ہے کہ آدمی اپنی دونوں آنکھوں کو وہ چیز دکھائے جو انہوں نے نہیں دیکھی (یعنی جھوٹا خواب بیان کرے)۔ (بخاری شریف)

(ثامن) اَصْدَقُ الرُّؤْيَاءِ بِالْاَسْحَارِ بہت سچا خواب وہ ہے جو پچھلی رات کا ہو۔ (ترمذی شریف)

حضرت والا میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق منتسبین و غیر منتسبین صلحاء سے بکثرت بشاراتِ منامیہ منقول ہیں جن میں سے انتخاب کر کے بطور نمونہ چند رویائے صالحہ اس باب میں نقل کئے جاتے ہیں اور معیارِ انتخاب یہ ہے کہ جن میں رائی کو حضورِ اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا شرف نصیب ہوا ہو کیونکہ ایسے خوابوں میں از روئے حدیث شریف التباس کا احتمال ہی نہیں ہوسکتا یا شیخ و مرید کا اتصال دیکھا ہو۔ جامع۔



آج سے تقریباً ۴۵ سال پہلے مرشدی و مولائی عارف باللہ حضرتِ اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے صاحبزادہ حضرت مولانا محمد مظہر صاحب دامت برکاتہم (جو اُس وقت طالبِ علم تھے) نے ایک خواب دیکھا تھا جس کی اطلاع حضرت والا مرشدی رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا شاہ ابرار الحق صاحب رحمۃ اللہ علیہ کو خود بذریعہ خط کی تھی۔ وہ خط اور حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ کا جواب برکت کے لئے کتاب ''رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت'' سے نقل کیا جاتا ہے۔ (جامع)

خواب: غلام زادہ عزیزم محمد مظہر میاں سلمہ نے آخر شب میں خود کو اور اس ناکارہ کو اور عشرت جمیل سلمہ کو اور ایک ملازم دواخانہ محمد آزاد سلمہ کو جو اس ناکارہ سے بیعت بھی ہیں، دیکھا کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہم چاروں اشخاص کو ایک

پہاڑی کی طرف لے گئے اور وہ مٹی کی ہے۔ وہاں ہم چاروں امتی کو حکم فرمایا کہ اِس کو کھودو۔ کھودنے پر شیشہ کے بڑے بڑے مرتبان ظاہر ہوئے اور اُن میں ہرن وغیرہ کی کھالوں پر لکھے ہوئے احادیث کے مسودات تھے۔ پھر اس ناکارہ نے عشرت جمیل کو حکم دیا اِن احادیث کو لکھ لو۔ انہوں نے عربی میں لکھا اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس ناکارہ سے ارشاد فرمایا کہ اِن سے (اَشَارَ اِلَیْہِ) (عشرت جمیل سے) لکھایا کرو۔ اس کے بعد آنکھ کھل گئی۔

(تحریر کردہ محمد اختر عفا اللہ عنہ)

جواب از حضرت ہردوئی رحمۃ اللہ علیہ: عزیزم مظہر سلمہ کا خواب بہت مبارک ہے رائی اور مرئی حضرات کے لئے۔ سب کے لئے بشارت ہے خدمتِ دین کی۔ اللہ تعالیٰ اس کی توفیق باحسنِ وجوہ عطا فرمائیں۔

والسلام۔ ابرار الحق ۱۴ رجب ۸۹ ۱۳؁ھ مطابق ۱۹۶۹؁ء

اس خواب کی تعبیر یوں ظاہر ہوئی کہ کئی سال بعد حضرت والا نے پیشِ نظر کتاب ’’رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت‘‘ تحریر فرمائی جو مشکوٰۃ کتاب الرقاق کی منتخب احادیث اور ان کا ترجمہ اور تشریح ہے۔ حضرت والا کے تحریر کردہ مسودہ کو احقر دوسرے کاغذ پر نقل کر کے کاتب کو دے دیتا تھا اور انگلی کٹا کر شہیدوں میں نام لکھوانے کا مصداق بننے کی کوشش کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ اپنے کرم سے قبول فرما کر احقر کی مغفرت کا بہانہ بنادیں اور حضرت مرشدی مدظلہم العالی کی بلندیٔ درجات اور صدقہ جاریہ کا ذریعہ بنادیں۔ آمین۔

(احقر سیّد عشرت جمیل ملقب بہ میر عفا اللہ تعالیٰ عنہ۔ ربیع الثانی ۲۶ ۱۴؁ھ، جون ۲۰۰۵؁ء)

•••••☆•••••

ہفتہ کو صبح فجر میں خواب دیکھا کہ روضۂ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں بڑے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ موجود ہیں اور کوئی اور بھی ان کے ساتھ ہیں اور میں بھی وہاں پر موجود ہوں اور بڑے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ بتارہے ہیں کہ یہ دیکھیں آپ میر صاحب کو! یہ نبی پاک صلی اللہ علیہ وسلم کے برابر میں جو جگہ خالی ہے یہ وہاں ہیں! نبی پاک صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی قبر مبارک کے ساتھ جو قبر خالی ہے، میر صاحب وہاں مدفون ہیں۔تو بڑے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ خوش ہوکر فرمارہے ہیں کہ میں بھی یہاں ہی ہوں، مگر میر صاحب کو ذرا دیکھیں یعنی حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی قسمت پر رَشک کررہے ہیں اور بہت خوش ہورہے ہیں۔ یہ سب میں وہاں کھڑی دیکھ رہی ہوں، مگر میں نے کسی کے چہرے نہیں دیکھے۔ادب کی وجہ سے اور اپنی نظر نیچی کر کے کھڑی ہوں اور سن رہی ہوں۔بس سامنے کوئی دو لوگ کھڑے ہیں جن میں سے ایک بڑے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ ہیں اور سفید لباس میں ہیں۔اسی وقت میری آنکھ کھل گئی اور دور دور سے فجر کی اذان کی آواز آرہی تھی۔

(اہلیہ مبشر، دوحہ قطر۔ ۳؍رمضان المبارک ۱۴۳۶ھ ۲۰؍جون ۲۰۱۵ء)



۸۲۔۱۹۸۱ میں خواب دیکھا کہ خانقاہ گلشن میں جہاں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال سے پہلے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا شیشہ والا کمرہ تھا، اُس وقت وہ کمرہ بنا ہوا نہیں تھا۔لیکن خواب میں دیکھا کہ وہاں شیشہ کا کمرہ ہے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا جسدِ اطہر رکھا ہوا ہے اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے جسدِ اطہر کی زیارت کرا رہے ہیں۔(اِس خواب کی تعبیر یوں ظاہر ہوئی کہ جب یہ خواب دیکھا گیا اُس

وقت شیشہ کا کمرہ نہیں تھا اور خالد میاں کو ایک عرصہ حیرانی و پریشانی رہی۔ الحمدللہ اب وہاں شیشہ کا کمرہ تعمیر ہے اور اسی کمرہ میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا جسدِ مبارک انتقال کے بعد زیارت کے لئے رکھا گیا تھا اور حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ پوری رات وہاں بہ چشمِ نم بیٹھے رہے اور پورے شہر کیا پورے ملک سے عاشقین حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی آخری زیارت کرتے رہے۔ جامع)

(خالد حسین۔ المعروف حق باہو)



(مولانا مبین مسلمہ جنوبی افریقہ سے خانقاہ گلشن میں چلّہ لگانے آئے تھے، احقر اُس زمانہ میں جنوبی افریقہ کا سفرنامہ لکھ رہا تھا جو مجلس میں پڑھ کر سنا دیا تھا۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو الحمدللہ بہت پسند آیا، اُس وقت مولانا مبین نے یہ خواب بیان کیا۔ عشرت جمیل میر) وہ بروز جمعرات بعد فجر سو گئے تو خواب میں دیکھا کہ خانقاہ میں شیشہ والے کمرہ میں (جسے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ میر صاحب کا کمرہ فرماتے تھے) حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی قبرِ مبارک ہے اور کھلی ہوئی ہے اور نور سے بھری ہوئی ہے اور دیکھنے والا محسوس کر رہا ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم قبر کے اندر موجود ہیں اور حضرت والا مرشدی رحمۃ اللہ علیہ قبرِ مبارک کے پاؤں کی طرف بیٹھے ہوئے ہیں اور قبر میں ہاتھ ڈال ڈال کر نور تقسیم کر رہے ہیں اور مولانا مبین سے بھی قبر میں ہاتھ ڈال کر فرمایا کہ لو اور لو، لو اور لو۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ یہ خواب سن کر بہت خوش ہوئے اور کئی بار یہ خواب سنا اور فرمایا کہ بہت مبارک خواب ہے۔ ان کے لئے بھی بہت مبارک ہے کیونکہ یہ سیّد ہیں اور نگینہ کے سیّد مشہور ہیں کہ اصلی سیّد ہیں، حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دین کا کام جو یہ کر رہے ہیں، میری تقاریر

ومواعظ وغیرہ لکھ رہے ہیں، یہ ان شاء اللہ تعالیٰ قبول ہے کیونکہ جس دین پر آپ کا خون نبوت بہا، جو دین آپ کو اتنا عزیز ہے کہ اپنے خون کی پرواہ نہیں کی، اُس دین کی اشاعت پر آپ خوش نہ ہوں گے؟

(مولانا مبین۔ ۲۷ ربیع الثانی ۱۴۲۵ھ، ۱۷ جون ۲۰۰۴ء)

......☆......

میں نے خواب میں حضرت میر صاحب دامت برکاتہم کو دیکھا کہ حضرت میر صاحب خط پڑھ کر سنا رہے ہیں کہ "حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم فرما رہے ہیں کہ میں تم سے محبت اس وجہ سے رکھتا ہوں کہ تم اپنے گُرو سے محبت رکھتے ہو۔"

(حافظ عدنان۔ جدہ۔ مکہ مکرمہ)

......☆......

میرا نام عمران میمن ہے۔ میرے بیٹے کا نام حذیفہ میمن ہے۔ حذیفہ میمن کی عمر گیارہ برس ہے۔ میرے بیٹے حذیفہ میمن نے مورخہ ۱۲ ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ مطابق ۶ ستمبر ۲۰۱۴ء کو فجر سے قبل ایک خواب دیکھا ہے، حذیفہ میمن نے صبح مجھ سے کہا "ابا میں نے خواب دیکھا۔" میں نے اس سے کہا کہ سناؤ۔ اسی کی زبانی سنا رہا ہوں۔

"آج صبح فجر کی نماز کے بعد دیکھا کہ احقر (حذیفہ عمران) اپنے گھر کے باہر چار اور دوستوں کے ساتھ بیٹھا ہوا ہے یعنی کل پانچ افراد بیٹھے تھے، دیکھتا ہوں کہ سامنے سے حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تشریف لا رہے ہیں۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دیکھ کر ہم سب کھڑے ہو گئے۔ آقا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم گھر کے باہر بنی ہوئی سیمنٹ کی

کرسی پر تشریف فرما ہوئے۔اپنے پاؤں مبارک سے چپل نکالے۔ پاؤں مبارک سے بہت خون بہہ رہا تھا۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہم سے فرمایا کہ ’’اس خون کو صاف کراؤ۔‘‘ سب دوستوں نے پانی لاکرخون صاف کیا۔حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ’’طائف کے میدان میں جو تکلیفیں آئی ہیں، ایسی تکلیفیں تو شہید کو بھی نہیں آتیں‘‘ احقر سے فرمایا تم نے جو ٹوپی پہنی ہے یہ تو مولانا حکیم محمد اختر صاحب کی ہے۔احقر نے عرض کیا کہ وہ میرے شیخ تھے۔آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے یہ سن کر احقر کو گلے سے لگا کر فرمایا ’’تم بہت خوش قسمت ہو۔‘‘

(میرے ایک دوست بنوری ٹاؤن کے عالم ہیں۔ان کے پندرہ سال کے بیٹے نے عرض کیا) ’’یارسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم! ہم سب دوست جنت میں جائیں گے یا دوزخ میں جائیں گے؟‘‘ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے فرمایا کہ ’’تم اور تمہارے دوست سب جنتی ہیں۔‘‘ احقر نے عرض کیا کہ کیا آپ عشرت جمیل میر صاحب کو جانتے ہیں؟ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے حیرانگی اور خوشی سے دریافت فرمایا ’’کیا تم ان سے بیعت ہو؟ وہ سید ہیں، ان کا خیال رکھا کرو۔‘‘ پھر حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم احقر کے گھر کے ڈرائنگ روم میں تشریف لائے اور بیان بھی فرمایا۔جس میں صرف گھر والے موجود تھے، پردے سے خواتین بھی دوسرے کمرے میں موجود تھیں۔ پورے بیان میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت والا میر صاحب دامت برکاتہم کی تعریف فرمائی۔ ہمارا پورا گھر بیان سن کر زاروقطار رونے لگا۔آخر میں فرمایا ’’اب میں جارہا ہوں۔‘‘

(حذیفہ بن عمران میمن۔کراچی۔ ۱۲ ذیقعدہ ۱۴۳۵ھ، ۶ ستمبر ۲۰۱۴ء)

•••••☆•••••

صبح تقریباً سات بجے کے بعد حضرت میر صاحب دامت برکاتہم کے کمرۂ موجودہ (گلشن اقبال، مسجد کی محراب کے سامنے) میں دیوار کے ساتھ سو گیا تھا۔حضرت میر صاحب اپنے پلنگ پر سوئے تھے، باقی خدّام بھی کمرہ میں چھ سات سو رہے تھے۔خواب میں یہی منظر ہوبہو دیکھا کہ محبوبِ دو عالم، رحمۃ اللعالمین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہمارے حضرت میر صاحب کی شکل میں اسی پلنگ پر بیٹھے ہوئے ہیں اور میر صاحب ہی کی طرح فربہ ہیں اور کھانے کے شوقین بھی۔مختلف چیزیں تناول فرما رہے ہیں ۔امی جان حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا بھی حاضر ہیں۔حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے گھر سے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ اقدس میں کچھ کھانے کی چیزیں آتی ہیں جسے تناول فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ان کی بہت تعریف اور اظہارِ خوشی فرماتے ہیں۔حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں ''میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو اپنے ابّا حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کے گھر کی چیزیں کھلاؤں گی جو اِس سے بھی لذیذ ہوگی۔'' پھر اُس کو چکھانے کے لئے اپنے بازو پر دکھاتی ہیں کہ ''یہ تھوڑا میرے بازو پر لگ گیا ہے، اِسے چکھ لیں''۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنے دستِ اقدس سے اُسے لے کر چکھتے ہیں جو واقعی زیادہ لذیذ ہوتا ہے، اس پر اور زیادہ خوش ہو کر فرماتے ہیں ''تیرے باپ جیسا باپ نہیں، تیرے خاوند جیسا خاوند نہیں'' پھر فرماتے ہیں ''اگر تصویر جائز ہوتی یا دنیا کو دکھانا جائز ہوتا تو میں دکھاتا کہ بیویوں سے کیسی محبت کی جاتی ہے''۔فصلی اللہ علی النبی الکریم وآلہ وبارک وسلم۔

(احقر العباد سہیل احمد عفا اللہ عنہ۔۳ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ، ۱۴ جولائی ۲۰۱۳ء)

.....☆.....

(ایک دینی مدرسہ کے استاذ جن کی زبان پشتو ہے، انہیں کے پیارے الفاظ میں نقل کیا جاتا ہے۔ جامع) بندہ نہ قائم اللیل ہے اور نہ صائم الدھر ہے لیکن اُحِبُّ الصَّالِحِیْنَ کا دعویٰ ہے الحمدللہ۔ اکثر اپنے بزرگوں کے لئے ایصالِ ثواب کرتا ہوں۔ بندہ نے آپ کے متعلق تین خواب دیکھے، تینوں خوابوں میں اشارہ تھا کہ خواب آپ کو سنایا جائے۔ اول دونوں خوابوں پر جب غفلت کیا یعنی آپ کو بتانے پر تو تیسرے خواب میں ایک بزرگ نے ناراضگی کا اظہار کیا۔ **(نوٹ)** تینوں خوابوں کا تعبیر حالت خواب ہی میں میں نے کسی بزرگ کو سنایا، جس خواب کی تعبیر میں مشکل پیش آئی خواب کی حالت میں ایک بزرگ نے رہنمائی کیا ہے، بیدار ہونے کے بعد خواب اور تعبیر اچھی طرح یاد تھا۔ الحمدللہ۔

پہلا خواب: حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے بعد خانقاہ گلشن میں جو کچھ ہوا، میں آپ کی غیبت میں حصہ لیتا تھا جس پر معافی کا خواستگار ہوں۔ خواب دیکھنے کے بعد اکثر آپ کی صحت کے لئے دعا کرتا ہوں۔ ایک رات کو مسنون اعمال پڑھ کر سویا، رات تین بجے کے قریب اس طرح خواب دیکھا کہ میر صاحب لکڑی کی کرسی پر تشریف فرما ہیں، سامنے لکڑی کا میز یعنی ٹیبل پر بہت سارے گلاس رکھے ہوئے ہیں، گلاسوں کے درمیان بہت بڑا جگ ہے جس میں دودھ اور روح افزا کا شربت ہے اور حضرت سیدی میر صاحب دامت برکاتہم مسلسل لوگوں کو پلا رہے ہیں۔ خواب ہی کی حالت میں سوچتا ہوں روح افزا میں دودھ غالب کیوں ہے؟ فوراً بزرگوں کی ایک جماعت راستہ میں چلتا ہوا نظر آتا ہے جس کا امیر صاحب دراز قد، داڑھی کے بال سینہ تک، جتنا قد اتنا

ہی لمبا جبّہ پہنا ہوا ہے، ایک بڑی عصا ہاتھ میں ہے۔ عصا کو ہلا کر فرماتے ہیں ’’دودھ کے غالب ہونے پر پریشان مت ہو، واقعہ معراج کے متعلق جتنی احادیث ہیں وہ پڑھ اور یاد رکھ اس شخص کا فیض بہت زیادہ پھیلے گا۔ (بیدار ہونے کی صبح کے بعد علامہ ابن قیّم جوزی رحمۃ اللہ علیہ کی مایہ ناز کتاب ’’زادالمعاد‘‘ پر نظر پڑی، جیسا ہی کھولا تو معراج کی اس حدیث پر نظر پڑی۔ ’’ایک موقعہ معراج میں آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پانی، دودھ اور شراب پیش کیا گیا، آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جب دودھ لیا تو جبرئیل علیہ السلام نے فرمایا آپ نے دینِ فطرت کو قبول کیا۔‘‘ اس خواب کی تعبیر خواب ہی میں یہ سوچتا ہوں کہ (۱)۔ سیدی میر صاحب کا فیض بہت پھیلے گا۔ (۲)۔ دودھ کے غالب ہونے سے معلوم ہوتا ہے کہ سیدی میر صاحب مکمل سنت کے پابند ہیں۔ الحمدللہ۔ (۳)۔ دراز قد والا بزرگ حضرت حاجی امداد اللہ رحمۃ اللہ علیہ ہیں، حاجی صاحب کی رہنمائی سے یہ بھی معلوم ہوا کہ علمائے کرام کا رجوع آپ کی طرف ہوگا۔

دوسرا خواب: (جن دنوں سیدی میر صاحب سندھ بلوچ سوسائٹی تشریف لانے والے تھے، اس سے کچھ دن قبل کا ہے۔) آپ ایک زبردست قسم کے عربی گھوڑے پر سوار ہیں، آپ کے چہرۂ مبارک پر عجیب قسم کا نور ہے، جب آپ کا گھوڑا سوسائٹی کے گیٹ پر آتا ہے تو میں حالتِ خواب ہی میں سوچتا ہوں ’’یہ شخص یا تو حضرت سید احمد شہید رحمۃ اللہ علیہ ہے یا خواجہ نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ ہے۔ یہ دونوں حضرات اس لئے ذہن میں آیا میں نے ان دونوں کی سوانح حیات تاریخ دعوت وعزیمت مصنف علی میاں رح مکمل پڑھی ہے۔ اسی سوچ کے دوران پہلے خواب میں جس بزرگ نے رہنمائی کی تھی وہ فوراً نمودار

ہوا، اپنی عصا کو ہلا کر کہا کہ یہ گھڑ سوار حکیم اختر صاحب کا نظام الدین ہے، ہندوستان کا نظام الدین اور حکیم صاحب کا نظام الدین دونوں اپنے شیخ پر فدا تھے۔ (سبحان اللہ۔کیا زبردست مثال ہے اور حضرت میر صاحب کے لئے زبردست بشارت ہے۔) پھر جب آپ کا گھوڑا سوسائٹی میں داخل ہوا، گھوڑے کی لگام تین شخصوں نے پکڑی۔ایک شخص فیروز عبد اللہ میمن صاحب دامت برکاتہم ہے، باقی دو کا نام معلوم نہیں ہے البتہ چہرہ دیکھنے پر پہچان ہے۔(خواب دیکھنے والے صاحب اپنے کسی دوست کے پاس سوسائٹی آئے جو حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا مرید ہے اور کہا کہ اپنے پیر بھائیوں کو مجھے دکھاؤ تو میں اس شخص کو پہچان لوں گا۔حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے کافی احباب کو دیکھنے کے بعد انہوں نے خواب والی شخصیت کو پہچان لیا، وہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ مجازِ بیعت محترم جناب حضرت ممتاز احمد صاحب دامت برکاتہم تھے جنہیں انہوں نے یہ خط حوالے کیا۔از جامع) دوسرا شخص وہ ہے جس کو یہ خط دے رہا ہوں (یعنی حضرت ممتاز صاحب مدظلہ) اور تیسرا آدمی باہر ملک کا ایک عالم ہے، معلومات کرنے پر غالب گمان حضرت مولانا مفتی امجد صاحب دامت برکاتہم کا ہے (جنہیں ان صاحب نے ابھی تک نہیں دیکھا، اپنے دوست کو خواب والے تیسرے شخص کا حلیہ بتایا تو اس نے کہا کہ یہ حلیہ تو حضرت مفتی صاحب کا ہے۔جامع) یہ تینوں حضرات گھوڑے کی لگام پکڑے ہوئے رو رہے ہیں۔خواب میں سوچتا ہوں میر صاحب دامت برکاتہم گلشن کی خانقاہ سے نکلنے پر رو رہے ہیں۔اسی سوچ کے دوران حضرت والا شاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ تشریف لاتے ہیں، سفید رومال سے ان

تینوں کے آنسو صاف کر کے فرماتے ہیں ''رونا بند کر دو، میر صاحب میرے پڑوس میں آ گیا ہے، خوش ہو جاؤ'' ان تینوں حضرات کو شاباش کہہ کر خوب دعا دیا اور آمین کہہ کر غائب ہو گیا۔

تیسرا خواب: اس طرح ہے کہ عربی جبّہ والے لوگ لمبے لمبے قد والے، نورانی چہرہ والے زارو قطار رو رہے ہیں، اتنے میں مولانا حکیم اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نمودار ہوتے ہیں، رونے کی وجہ پوچھتے ہیں، جس شخص کو خط دیتا ہوں (یعنی حضرت ممتاز صاحب مدظلہ) یہ شخص کھڑا ہو جاتا اور روتا ہوا کہتا ہے ''آپ (یعنی حکیم صاحب) خود تشریف لے گئے اور سیدی میر صاحب بیمار ہیں''۔ حضرت حکیم صاحب اس شخص کو فرماتے ہیں ''شاباش میرے بیٹے! میر کے ساتھ رہنا، میر صاحب کے بارے میں گھبرانا نہیں، ان کی درازئ عمر کے لئے میں نے اللہ کو منایا ہے''۔ پھر جس شخص کو یہ خط دے رہا ہوں اُس خوش قسمت شخص کو حضرت حکیم صاحب گلے لگاتے ہیں اور فرماتے ہیں ''یہ بہت اچھا آدمی ہے'' اور پھر ایک بڑا تکیہ اُس شخص کو دے کر فرماتے ہیں ''جاؤ! یہ میر صاحب کی کمر کے پیچھے رکھ دو تاکہ آرام آ جائے'' اور پھر یہ شخص یعنی خط والا حضرت حکیم صاحب سے عرض کرتے ہیں '' کچھ انعام دے دو'' حضرت حکیم صاحب اس شخص کو فرماتے ہیں ''آپ کی اولاد کے لئے دعا کر دیا، اب جاؤ میر صاحب آپ کو بلا رہے ہیں''

(ایک دینی مدرسہ کے استاذ۔ کراچی۔ ۲۰۱۴ء)



آج مورخہ ۳۰ نومبر ۲۰۱۴ء کو علی الصبح خواب دیکھا کہ سیدی مرشدی، مربی و محسنی میرے رہنما و مشفق ونائبِ رسول، حضرت اقدس جناب حضرت میر صاحب دامت برکاتہم اپنے صوفہ پر تشریف فرما ہیں اور مجلس میں مائک پر فرماتے ہیں کہ ''میرے پیارے نبی پاک محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میرے پاس حجرہ میں تشریف لائے تھے۔ میں نے ان کی خدمت کی، ہاتھ پیر دبائے جو انتہائی خوبصورت نورانی تھے اور آپ کے جسمِ اطہر سے انتہائی پیاری خوشبوئیں آ رہی تھیں مگر جب میں نے آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے چہرۂ مبارک کو دیکھا تو وہ میری شکل میں تھا۔'' (سرور حسن۔ خادم حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ)



احقر نے خواب میں دیکھا کہ میں حضرت میر صاحب دامت برکاتہم کی مجلس میں حاضر ہوں اور حضرت میر صاحب دامت برکاتہم مجلس میں بیٹھے ہوئے ہیں اور مجلس ہو رہی ہے۔ احقر کو مجلس میں احساس ہوتا ہے کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم بھی مجلس میں تشریف فرما ہیں۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب پڑھ کر سنائی جا رہی ہے۔ حضرت میر صاحب دامت برکاتہم اپنے صوفہ سے سیدھے ہاتھ پر وہیل چیئر پر حاضر ہیں اور حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم مجلس میں ایک کونے پہ تشریف فرما ہیں اور نظر جھکائے بہت ہی غور سے مجلس سن رہے ہیں۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا چہرۂ مبارک اور داڑھی مبارک حضرت میر صاحب دامت برکاتہم کی مجلس میں نظر آیا۔ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی داڑھی مبارک بہت گھنی ہے اور سینہ بہت نمایاں ہے اور خوبصورت ہے۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ دنیا میں کسی شخص کا ایسا جسم مبارک اور داڑھی مبارک نہیں ہو سکتی۔

(عبدالسمیع۔ خادم حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ)

احقر نے ہفتہ کی رات کوخواب میں حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھا اور اسی خواب میں یہ بھی دیکھا کہ حضورِ اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ میرے پیارے دادا شیخ حضرت میر صاحب دامت برکاتہم بھی حاضر ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ ہی کھڑے ہیں اور آپ دونوں میں تقریباً ایک دو ہاتھ کا فاصلہ ہے۔ دیکھنے میں ایسا معلوم ہورہا تھا کہ دو دوست کھڑے ہیں، ایسا لگ ہی نہیں رہا تھا کہ نبی اور امتی کھڑے ہیں۔

(عبدالسمیع۔ خادم حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ)



احقر نے آج بعد فجر کو خواب دیکھا کہ احقر حضرت والا میر صاحب دامت برکاتہم کے گھر ''بیتِ میر'' کی طرف جارہا ہے اور باہر حضرت اثر صاحب دامت برکاتہم کی اشعار پڑھنے کی آواز آرہی ہے۔ پھر جب میں ''بیت میر'' میں پہنچتا ہوں تو دیکھتا ہوں کہ حضرت اقدس میر صاحب دامت برکاتہم کی جگہ کرسی پر سرورِ دو عالم نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف فرما ہیں۔ ہم چند آٹھ دس خدام اور غلام بھی کرسیوں پر بیٹھے ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی خدمت میں حاضر ہیں اور یہ بیت میر مدینہ منورہ میں ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم یہاں سے مختلف بستیوں میں تشریف لے جاتے ہیں۔ جس بستی میں تشریف لے جاتے ہیں وہاں دین پھیل جاتا ہے۔ پھر میں عرض کرتا ہوں کہ جہاں بھی جس بستی میں بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم تشریف لے جائیں گے ہم بھی آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کے ساتھ جائیں گے۔ پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کچھ توقف کے بعد ہم حاضرین خدمت اقدس، خدام اور غلاموں کے بارے میں فرماتے ہیں کہ اب میرے یہ صحابہ جائیں گے (مختلف بستیوں میں دین پھیلانے کے لیے)

(حافظ محمد احمد۔ بروز منگل رجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۱/اپریل ۲۰۱۵ء)

آج صبح بعد فجر طویل خواب میں یہ منظر دیکھا کہ سیدی وسندی محبی ومحبوبی مرشدی ومولائی مشفقی ومحسنی صدیق زماں، قلندر وقت حضرت والا میر صاحب ادام اللہ ظلالہم علینا غریب خانہ کے لاؤنج میں ایک کرسی پر تشریف فرما ہیں۔ چند حضرات حاضر خدمت ہیں اور کچھ گفتگو ہو رہی ہے۔ اچانک حضرت والا کچھ عطا فرمانے کے انداز میں تین افراد سے مصافحہ فرماتے ہیں اور بندہ کے دل میں قوی گمان ہوتا ہے کہ حضرت والا گویا سرورِ دو عالم آقا محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم سے مصافحہ کی نعمت سے ان حضرات کو مشرف فرمارہے ہیں یعنی گویا ان حضرات کو نبی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کا مصافحہ حضرت والا میر صاحب دامت برکاتہم کے ہاتھ پر نصیب ہوا۔ حضرت والا یہ مصافحہ بہت ہی جوش اور قوت سے فرماتے ہیں، ماشاء اللہ تعالیٰ!

(ممتاز احمد عفا اللہ عنہ۔ منگل، ۱۸؍محرم ۱۴۳۶ھ مطابق نومبر ۲۰۱۴ء)

......☆......

آج شب جمعہ کو خواب دیکھا اور خواب میں اللہ تعالیٰ نے حضرت اقدس میر صاحب دامت برکاتہم کا چہرہ مبارک دکھایا اور اللہ تعالیٰ کی (اپنی شان کے مطابق) آواز آئی کہ ”یہ قلندر ہے“

(فیصل چائنا۔ ۶؍ذیقعدہ ۱۴۳۴ھ مطابق ۱۳؍ستمبر ۲۰۱۳ء)

......☆......

احقر نے جمعرات کو بعد نماز فجر ایک خواب دیکھا کہ احقر مسجد نبوی میں حاضر ہے اور بالکل سبز گنبد کے نیچے کھڑا ہے (مسجد میں) اور دیکھا کہ بہت سے لوگ گھیرا لگا کر کھڑے ہیں اور درمیان میں کوئی موجود ہے۔ خواب میں یہ خیال یقین کی حد تک ہے کہ جس کو لوگوں نے گھیرا ہوا ہے وہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم ہیں۔ احقر کے

ساتھ بھائی سلمان میمن (خادم حضرت والا میر صاحب دامت برکاتہم) بھی موجود ہیں۔تھوڑی دیر میں احقر مجمع کو ہٹاتے ہوئے آگے بڑھا تو دیکھا کہ وہاں احقر کے محبوب شیخ حضرت والا میر صاحب دامت برکاتہم وہیل چیئر پر موجود ہیں۔خواب میں یہی خیال تھا کہ میں حضور صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو دیکھ رہا ہوں۔اس کے بعد دیکھا کہ حضرت والا میر صاحب وہیل چیئر سے اٹھ کر چلتے ہوئے ایک طرف کو چلے گئے۔

(عماد حسن خان۔۱۱؍شوال ۱۴۳۵ھ مطابق ۷؍اگست ۲۰۱۴ء)



بروز جمعرات احقر نے خواب میں ریاض الجنۃ دیکھا اور اس میں منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کو بھی دیکھا جس پر ہمارے پیارے مرشد حضرت اقدس حضرت والا میر صاحب دامت برکاتہم اوپر کی طرف چڑھ رہے ہیں اور بادامی رنگ کا جبہ زیب تن ہے جس پر سنہری رنگ کی گوٹ لگی ہوئی ہے اور سفید رنگ کا رومال اوڑھے ہوئے ہیں اور چشمہ لگایا ہوا ہے۔میں منبر سے نیچے اتر رہا ہوں۔حضرت والا میر صاحب دامت برکاتہم مجھے دیکھ کر مسکرائے اور آپ کے دانتوں سے بہت نور نکل رہا ہوتا ہے اور قد بہت دراز ہوتا ہے،انتہائی اچھی صحت کی حالت میں ہیں اور بغیر کسی سہارے کے اوپر چڑھ رہے ہیں۔

(سیّد ثروت حسین۔۲۶؍جمادی الثانی ۱۴۳۶ھ مطابق ۱۶؍اپریل ۲۰۱۵ء)



جمعرات کو تقریباً رات کے تین بجے کے بعد احقر حضرت والا میر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کے حجرے میں تھا۔حضرت والا کے دو اور خدام

یعنی کامران بھائی اور کاشف خلیل بھائی بھی موجود تھے۔ دل میں یہ خواہش تھی کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت مبارک ہوجائے۔ احقر درود شریف کا ورد کرتے کرتے سو گیا۔ خواب اس طرح تھا کہ حضرت والا اپنے بیڈ پر تشریف فرما ہیں۔ اچانک یوں دیکھتا ہوں کہ حضرت والا کا چہرہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک میں تبدیل ہوگیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مسکرا رہے تھے۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے دانت مبارک مسکراتے وقت نظر آرہے تھے اور حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا چہرۂ انور نور سے منور تھا۔ احقر سامنے کھڑے ہوکر حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زیارت کرتا رہا۔ بیڈ کے دائیں طرف کچھ احباب کھڑے ہوئے تھے، مجھے ان کے چہرے صحیح یاد نہیں رہے تھے۔ خوشی کا ایک عجیب منظر تھا۔ احقر اس کے بعد بیدار ہوا۔

(نام نامعلوم۔ ۸؍ جمادی الاولیٰ ۱۴۳۶ھ مطابق ۲۷؍ فروری ۲۰۱۵ء)



تقریباً دو ہفتہ قبل حضرت والا مرشدی ومحبوبی رحمۃ اللہ علیہ کی خواب میں زیارت ہوئی کہ ہم خدام خانقاہ میں حضرت والا کے سفر کی تیاری کر رہے ہیں، حضرت میر صاحب کے شیشہ والے کمرہ میں بیگ وغیرہ تیار کرنے میں ہم حضرت میر صاحب کی مدد کر رہے ہیں، چیزیں رکھی جا رہی ہیں جیسا کہ حالتِ صحت میں ہم حضرت میر صاحب کے ساتھ حضرت والا کا سامانِ سفر تیار کرتے تھے، وہی منظر ہے اور منزل کا بھی علم ہے کہ یہ سفرِ آخرت ہے اور دل میں سوچ رہا ہوں کہ اس سفر میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ میر صاحب کو ساتھ نہیں لے جا رہے ہیں۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اپنے حجرۂ خاص سے خانقاہ تشریف لاتے ہیں اور ہم سب سے الوداعی ملاقات کرتے ہیں، معانقہ فرماتے ہیں۔ ایسے موقع پر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ پر جو کامل ضبط کی کیفیت ہوتی تھی وہی طاری ہے۔ احقر معانقہ

کے بعد خاموشی سے رونے لگ جاتا ہے اور سوٹ کیس کو رسّی باندھتا جا رہا ہے اور یہ شعر پڑھ رہا ہے جو آنکھ کھلنے اور بیدار ہونے پر بھی احقر پڑھ رہا تھا ؎

وہ شب ہمیں وصالِ غم دے گئی　　وہ شبِ غم تیرہ و تار کہیں جسے

اللہ تعالیٰ محبوب مرشد کو جنۃ الفردوس میں اعلیٰ وارفع درجات متزائداً نصیب فرمائے اور ان کی جوتیوں کے صدقہ میں اس کمینہ خصلت کو بھی محروم نہ فرمائے ؎

دست فضلِ تُست در جانہا رساں　　اے زِتو کس گشتہ جانِ ناکساں

(احقر العباد سہیل احمد عفا اللہ عنہ۔ ۴ رمضان المبارک ۱۴۳۴ھ، ۱۵ جولائی ۲۰۱۳ء)

......☆......

احقر کا خانقاہ گلشن اقبال میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی صحبت میں مستقل قیام تھا۔ ایک روز فجر سے پہلے خواب دیکھا۔ احقر کسی باغ میں حاضر ہے۔ فجر کے بعد کا وقت ہے۔ خوب انوارات محسوس ہو رہے ہیں۔ غالباً کچھ اور لوگ بھی موجود تھے۔ کسی کی آواز آئی حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ تشریف لا رہے ہیں۔ احقر نے دیکھا کہ کوئی گھوڑے پر تشریف لا رہا ہے اور پھر ایک دم چہرہ واضح ہوتا ہے حضرت میر صاحب دامت برکاتہم کا اور دل میں آواز آئی ''یہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ ہیں۔'' احقر نے یہ خواب حضرت والا شیخ العرب والعجم رحمۃ اللہ علیہ کو بھی سنایا تھا۔ (طارق اشرف۔ ۲۰۰۸ء)

......☆......

احقر نے حضرت اقدس شیخ اوّل حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال سے چند مہینے قبل ایک خواب دیکھا جو احقر نے اپنے شیخ ثانی حضرت سیّد محمد عشرت جمیل میر صاحب دامت برکاتہم کو عرض کیا۔ احقر نے

دیکھا کہ خانقاہ کی مسجد کے ہال میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت والا میر صاحب دامت برکاتہم اس طرح لیٹے ہیں کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی کروٹ بائیں طرف ہے اور حضرت میر صاحب دامت برکاتہم کی کروٹ دائیں طرف ہے اور دونوں حضرات کے سینے مبارک آپس میں بالکل ملے ہوئے ہیں۔

(ڈاکٹر عارف رشید۔ ۲۰۱۳ء)



خواب میں یہ منظر دیکھا کہ مدرسہ جامعہ اشرف المدارس میں درجہ تخصص اور دورۂ حدیث کی دستار بندی کا اعلان ہوا اور غالباً طلبہ کرام مسجد میں جمع ہوئے اور دستار بندی کا عمل شروع ہوا۔ طلبہ کرام کی دستار بندی ہوتی رہی اور مسجد سے نکل نکل کر ایک طرف کو دوڑے جارہے تھے، حتیٰ کہ بندہ کی بھی دستار بندی ہوئی اور بندہ اور دورۂ حدیث کا ایک ساتھی جو حضرت والا میر صاحب مدظلہم کا مرید ہے، ہم دونوں بھی مسجد سے نکل کر اس طرف کو دوڑے تو تھوڑا چل کر دیکھا کہ ایک خالی پلاٹ ہے، دائیں بائیں مکانات ہیں، اس میں حضرت والا میر صاحب تشریف فرما ہیں (اور سایہ کرنے کے لیے ایک ٹینٹ لگا ہوا ہے) طلبہ کرام جن کی دستار بندی ہوچکی تھی اور ان کے سروں پر سفید عمامے سجے ہوئے تھے، حضرت والا میر صاحب کے دست اقدس پر بیعت ہورہے ہیں۔ تو بندہ اور دورۂ حدیث والا ساتھی سب طلبہ کرام کے پیچھے بیٹھ گئے۔ تھوڑی دیر بیٹھے ہی تھے کہ اچانک حضرت میر صاحب مدظلہم کا چہرہ مبارک حضرت والا نور اللہ مرقدہ کا سا چہرہ ہوگیا یعنی اسی کرسی پر جس پر

حضرت میر صاحب تشریف فرما تھے، اب وہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ ہو گئے اور اپنا ہاتھ گول گھما کر قریب آ کر بیٹھنے کا اشارہ کیا جس پر ہم کرسی کے قریب آ کر بیٹھ گئے اور اب تھوڑے وقفے بعد حضرت میر صاحب مدظلہم ہی تھے اور بندہ سے فرمایا کہ اگر ہمیں دستار بندی کا علم ہوتا تو ہم بھی شرکت کرتے۔ جس پر بندہ نے عرض کیا کہ حضرت! یہ اچانک ہی ہوگیا۔ اس کے بعد حضرت میر صاحب مدظلہم کے لیے گاجر کا پانی پیش کیا گیا جس پر حضرت والا میر صاحب نے فرمایا بندہ سے کہ یہ ہم دونوں پئیں گے۔

(کفایت اللہ دانش، متعلّم جامعہ اشرف المدارس، تخصص فی الحدیث، سال دوم)



گذشتہ سے پیوستہ جمعرات کو جب بندہ مدرسہ سے فراغت کے بعد اپنے والدین کے گھر پہنچا تو قریب واقع مسجد میں نماز مغرب کی ادائیگی کے بعد ایک صالح نوجوان بندے کے پاس آئے اور اپنا تعارف اس طرح کرایا کہ وہ پیر کالونی کراچی میں واقع ایک دینی مدرسے جامعہ قاسمیہ میں طالب علم ہیں اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی حیات مبارکہ میں گاہے گاہے شب جمعہ کی مجلس میں حاضر ہوتے رہتے ہیں۔ بندے کو بھی انہوں نے خانقاہ میں ہی دیکھا تھا اب ان کا تعلق ایک دوسرے شیخ سے ہے۔ انہوں نے بتایا کہ چند ہی دن پہلے انہوں نے قبیل فجر ایک خواب دیکھا کہ جس کے بعد سے وہ کچھ فیصلہ نہیں کر پا رہے تھے کہ یہ خواب کسی کو بتائیں یا نہ بتائیں۔ آج اس مسجد میں کسی کام کے سلسلے میں اس علاقے میں آنے پر نماز پڑھنے کا اتفاق ہوا تو بندے

پر نظر پڑ گئی، سوچا کہ یہ خواب سنا دوں۔

وہ خواب یہ ہے: ''خانقاہ امدادیہ گلشن اقبال میں شب جمعہ کی مجلس میں حضرت مولانا مظہر صاحب دامت برکاتہم کا اتباع سنت پر بیان ہو رہا ہے۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ بھی تشریف فرما ہیں۔ بیان کے اختتام پر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ نے حضرت مولانا مظہر صاحب دامت برکاتہم کو مخاطب کر کے فرمایا: ''مولانا مظہر میاں! آپ بیعت کے لیے آنے والوں کو بیعت کیجیے، ہم میر صاحب کے پاس سے ہو کر آتے ہیں۔'' یہ فرما کر حضرت والا کھڑے ہوئے اور صحت کی حالت میں بغیر کسی سہارے کے چلتے ہوئے خانقاہ سے باہر تشریف لاتے ہوئے مذکورہ طالب علم کو دیکھا اور فرمایا: ''آؤ! میر صاحب کی مجلس میں چلتے ہیں۔'' یہ طالب علم تیزی کے ساتھ حضرت والا کے پیچھے چلتے ہوئے باہر آئے تو حضرت والا پیدل ہی خانقاہ کے صدر دروازے سے بائیں جانب یہ فرماتے ہوئے تشریف لے جانے لگے کہ سامنے ہی میر صاحب کی مجلس ہو رہی ہے۔ اس پر یہ طالب علم عرض کرنے لگے: ''میرے پاس گاڑی ہے۔ حضرت والا اس میں تشریف رکھیں۔ میں وہاں پہنچا دیتا ہوں۔ (جبکہ ان طالب علم کا کہنا ہے کہ میں گاڑی چلانا نہیں جانتا) حضرت والا گاڑی میں تشریف فرما ہوئے اور راستے میں ان طالب علم سے فرمایا: ''مولانا مظہر میاں سے کہنا کہ گلشن کی خانقاہ سنبھالیں اور میر صاحب سے کہنا کہ سندھ بلوچ کی خانقاہ سنبھالیں۔'' اتنے میں مجلس کی جگہ پہنچنے پر حضرت والا گاڑی سے نیچے اترے اور سیڑھیاں چڑھتے ہوئے اوپر تشریف لے جا رہے تھے جبکہ یہ

طالب علم حضرت والا کو اوپر جاتے دیکھ رہے تھے۔ حضرت والا کی نگاہوں سے اوجھل ہونے پر آنکھ کھل گئی اور کچھ ہی دیر گذری تھی کہ فجر کی اذانوں کی آوازیں آنے لگیں۔ (جس وقت یہ خواب دیکھا گیا، اُس وقت حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس خانقاہ گلشن سے نکل کر بائیں طرف الف ریزیڈنسی میں حضرت سلیم الحق صدیقی صاحب مدظلہ خلیفہ مجازِ بیعت حضرت والا شیخ العرب والعجم رحمۃ اللہ علیہ کے فلیٹ واقع پہلی منزل پر ہوتی تھی۔ جامع)

.....☆.....

بندہ نے خواب دیکھا کہ مسجد اشرف سندھ بلوچ میں جامعہ اشرف المدارس کے طلبہ کرام جمع ہیں اور حضرت مولانا ابراہیم صاحب بیان فرمارہے ہیں، دوران بیان اعلان ہوتا ہے کہ حضرت میر صاحب تشریف لارہے ہیں۔ میں نے دیکھا کہ حضرت میر صاحب نے شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجدد زمانہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا سیاہ رنگ کا عربی جبہ زیب تن کیا ہوا ہے اور آپ کا چہرۂ مبارک مکمل طور پر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ سے مشابہ ہے، ایسا لگ رہا تھا کہ میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کو دیکھ رہا ہوں اور دل میں یہ آرہا کہ اتنے عرصہ کے بعد حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی زیارت کا موقع ملا ہے، جی بھر کر دیکھ لو۔

(مفتی محمد فرحان ابن حضرت اقدس شاہ فیروز میمن صاحب مدظلہ)

.....☆.....

جمعرات کو احقر نے خواب دیکھا کہ ایک خوبصورت نورانی ماحول ہے جس میں ایک خوبصورت پلنگ ہے اور اس پر انتہائی خوبصورت سفید بڑی

چادر بچھی ہوئی ہے۔ حضرت اقدس محبوبی و مرشدی حضرت میر صاحب دامت برکاتہم تشریف فرما ہیں اور انتہائی خوبصورت سفید چادر اوڑھے ہوئے آرام فرما رہے ہیں اور چہرۂ مبارک اتنا نورانی اور سفید ہے کہ خوب چمکتا ہے اور بالکل مولانا نور محمد دامت برکاتہم کے چہرے کے مشابہ ہے۔ احقر بڑے آرام آرام سے آگے بڑھا تو اس سے اور عجیب منظر دیکھا کہ سرہانے پر حضرت میر صاحب دامت برکاتہم کے بالکل قریب حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا چہرۂ انور بھی ہے تو بندہ اور قریب ہوا تو دیکھا کہ سر سے نیچے کا جسم بالکل ایک ہے اور اس پر دونوں عاشق و معشوق کا سر مبارک ہے۔

(مفتی انوار الحق چارسدوی۔ ۲۱ رمضان المبارک ۱۴۳۳ھ، ۹ اگست ۲۰۱۲ء)

••••••☆••••••

احقر نے خواب دیکھا کہ خانقاہ گلشن میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے بڑے کمرے میں جہاں مجلس ہوتی تھی وہاں سب مجلس کے لیے بھاگے جا رہے تھے۔ جیسا حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے دور میں مجلس کے وقت لوگ جاتے تھے۔ لوگ دو طرف قطار میں تعظیم سے کھڑے ہوگئے (ایسا سوچا کہ حضرت والا اپنے چھوٹے والے کمرے سے مجلس کے لیے صوفے پر تشریف لا رہے تھے۔ خدام کے ساتھ خدام کا سہارا لے کر آ رہے ہیں) میں بھی قریب ہوگیا تا کہ صوفے کے قریب جگہ ملے۔ حضرت جب تشریف فرما ہوئے اور جب سب بیٹھ گئے تو میں حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے چہرۂ مبارک کو دیکھ کر سوچ میں پڑ گیا کہ یہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ بھی ہیں اور حضرت میر صاحب دامت برکاتہم بھی۔ پھر میں نے نیچے سے موزے دیکھے تو پھر سوچ میں پڑ گیا کہ چہرہ حضرت میر صاحب

دامت برکاتہم کا اور باقی لباس وہی لمبا کرتا زِپ والا، موزے، ہاتھ مبارک میں ٹشو جیسا کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے ہاتھ مبارک میں ہمیشہ ہوتا تھا اور صوفے پر جیسے حضرت بیٹھتے تھے ویسے ہی اُس انداز میں۔ آنکھوں سے آنسو بہہ رہے ہیں اور وقفے وقفے سے ٹشو سے آنسو صاف کررہے ہیں۔ پھر میں نے خدام کو دیکھا تو خدام ویسے ہی پیر مبارک سے لپٹے ہوئے پیر دبارہے ہیں اور خاموش مجلس ہورہی ہے۔ نور ہی نور محسوس ہورہا تھا۔ پھر دل میں آواز آئی کہ ہیں تو حضرت میر صاحب دامت برکاتہم لیکن حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اور حضرت میر صاحب میں کوئی فرق نہیں، صرف صورت اور چہرے کا۔

(نعمان میمن۔ ۵؍شعبان ۱۴۳۴ھ، ۱۵؍جون ۲۰۱۳ء)

......☆......

آج بروز منگل میری اہلیہ نے خواب دیکھا کہ سیّدی وسندی مرشدی ومولائی محبی ومحبوبی مشفقی ومصلحی ومربی ومحسنی صدیق وقت وقلندر زمانہ حضرت والا میر صاحب مدظلہ العالی کی مجلس مبارک مدینہ منورہ میں دن کے وقت ہورہی ہے جیسی اتوار کو ہوتی ہے۔ نماز کے وقت مجلس مبارک کا اختتام ہوتا ہے تو بندہ کے اعلان کی آواز آتی ہے کہ حضرت والا کو نماز کی تیاری کرنی ہے۔ پھر حضرت والا فرماتے ہیں کہ نماز تو حرم شریف میں ہی پڑھنی ہے نا! تو بندہ کی آواز آتی ہے ''جی حضرت!''

(ممتاز احمد۔ ۲۲؍جمادی الثانی ۱۴۳۵ھ، ۲۲؍اپریل ۲۰۱۴ء)

......☆......

چند روز قبل منگل کو ایک خواب میں دیکھا کہ احقر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی مجلس میں گلشن خانقاہ کے باہر کچن کی طرف بیٹھا ہے۔ مجلس حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ

کی ہے۔مجلس کے بعد جب سب مصافحہ کے لیے اندر جانے لگے تو دیکھا کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی کرسی پر حضرت والا میر صاحب دامت برکاتہم تشریف فرما ہیں اور مصافحہ فرمارہے ہیں۔

(سلمان احمد۔ ۱۳؍ربیع الاوّل ۱۴۳۵ھ، ۱۴؍جنوری ۲۰۱۴ء)



آج بروز بدھ لیٹا ہوا کوئی مضمون پڑھ رہا تھا کہ میرا بڑا بیٹا محمد آیا اور میرے پیر دبانے لگا جس کی عمر پانچ سال ہے۔ کہنے لگا کہ بابا! آپ میرے لیے دعا کریں تو مجھے رونا آ گیا اور میں بہت رویا اور بہت دعا کرتا رہا پھر میں سوگیا۔ میں نے ایک لمبا خواب دیکھا جس میں سے ایک حصہ مجھے یاد ہے۔ وہ یہ ہے:

حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا انتقال ہوگیا۔موجودہ تمام احباب حضرت والا سیّد عشرت جمیل صاحب دامت برکاتہم سے بیعت ہوگئے جس میں میں بھی شامل تھا۔خاص بات یہ دیکھی کہ امہات المؤمنین رضی اللہ تعالیٰ عنہن سب کی سب سوائے ایک کے حضرت میر صاحب دامت برکاتہم سے بیعت ہوگئیں اور سب لوگ رو رہے ہیں۔ سب ان سے درخواست کررہے ہیں کہ آپ بھی حضرت میر صاحب دامت برکاتہم سے بیعت ہوجائیں، پھر وہ بھی بیعت ہوگئیں۔ پہلے مجھے ایسا لگ رہا تھا کہ امہات المؤمنین حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے خدام ہیں، لیکن بعد میں واضح ہوگیا کہ یہ امہات المؤمنین ہیں۔حضرت میر صاحب دامت برکاتہم بہت جوش میں تھے۔

(محمد نورالزمان۔ ۲۵؍صفر ۱۴۳۶ھ، ۱۷؍دسمبر ۲۰۱۴ء)



ایک تبلیغی ساتھی جو حضرت اقدس شاہ فیروز عبد اللہ میمن صاحب دامت برکاتہم کے جاننے والے ہیں، ان کو حضرت کے وصال کی خبر ملی، وہ تبلیغ میں تھے، تدفین سے پہلے رات کو ہی مسجد میں خواب دیکھا کہ حضرت اقدس میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ لیٹے ہوئے ہیں اور ناک میں روئی لگی ہوئی ہے اور کچھ ارشاد بھی فرما رہے ہیں، خواب دیکھنے والے کو خیال ہوتا ہے کہ حضرت تو انتقال کر چکے اور یہ باتیں بھی کر رہے ہیں، تو انہوں نے سنا کہ حضرت فرما رہے ہیں ''کل کی مجلس شیخ کے ساتھ ہوگی''



جناب ثروت حسین صاحب نے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے دو روز بعد، بعد نمازِ فجر خواب دیکھا کہ:

''بڑے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے داڑھی نہیں ہے اور بہت خوبصورت لباس پہنا ہوا ہے مجھے (ثروت صاحب کو) فرما رہے ہیں ''ہمیں ہمارا بلبل مل گیا ہے۔۔۔بس چلو''۔ (ثروت حسین۔ ۴ مئی ۲۰۱۵ء)



حضرت صوفی عبدالمجید صاحب جو حیدرآباد میں بڑے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے خلیفہ ہیں اُن کے بیٹے نے حضرت والا میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد لیکن تدفین سے پہلے رات کو خواب دیکھا کہ مسجدِ نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بہت پرانی ہے وہاں پر ہمارے بڑے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ حاضر ہیں اور حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بھی خدمت میں حاضر ہوتے ہیں، ایک غیبی آواز آتی ہے۔خواب دیکھنے والے کو ایسا محسوس ہوا کہ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ تم اِن (یعنی بڑے حضرت والاؒ) کے

ساتھ رہو گے یا وہاں رہو گے؟ حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ادب سے خاموش رہتے ہیں۔ پھر تھوڑی دیر کے بعد غیبی آواز آتی ہے ''اچھا اچھا جاؤ! اِن کے ساتھ چلے جاؤ'' (یعنی بڑے حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ)

.....☆.....

حضرت والا میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ایک خاتون نے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے انتقال کے بعد جمعہ کو بعد نماز فجر خواب میں دیکھا کہ آسمان سے ایک زینہ آرہا ہے جس سے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نیچے تشریف لائے۔ میں پریشان ہوں، مجھ سے کہنے لگے کہ ''میں اِس دنیا میں آنا نہیں چاہتا، میں وہاں اُس جہان میں بہت خوش ہوں'' اور کہنے لگے ''تم پریشان نہ ہو، کسی سے کچھ نہ کہو، سب مسائل حل ہوجائیں گے'' مزید کہنے لگے ''میری جیب میں تھیلی میں کچھ چیز ہوتی تھی وہ محفوظ ہے''۔ (ایک خاتون ش ع، کراچی۔ ۸ مئی ۲۰۱۵ء بروز جمعہ بعد فجر)

....☆...☆...☆....

....☆...☆.....

...☆...

مختصر حالاتِ زندگی

از ماہنامہ **بینات** کراچی

حضرت سید عشرت جمیل میر رحمۃ اللہ علیہ کا سانحۂ اِرتحال

اعجاز مصطفیٰ

۱۳ رجب المرجب ۱۴۳۶ھ مطابق ۲ مئی ۲۰۱۵ء بروز ہفتہ بعد نماز عشاء رات ساڑھے دس بجے عارف باللہ حضرت مولانا حکیم محمد اختر نور اللہ مرقدہ کے خادم خاص اور خلیفہ مجازِ بیعت حضرت سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ طویل علالت کے بعد ۷۸ برس کی عمر میں راہی سفر آخرت ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّآ اِلَیۡہِ رَاجِعُوۡنَ۔ اِنَّ لِلّٰہِ مَا اَخَذَ وَلَہٗ مَا اَعۡطٰی وَ کُلُّ شَیۡءٍ عِنۡدَہٗ بِاَجَلٍ مُّسَمًّی۔

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ۱۹۳۷ء میں ہندوستان کے صوبہ یوپی کے شہر نگینہ میں پیدا ہوئے۔ ۱۹۵۹ء میں علی گڑھ یونیورسٹی سے بی کام کیا۔ ۱۹۶۹ء میں حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کے پاس ناظم آباد حاضر ہوئے اور پھر اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب کی آخری سانس تک ان کی خدمت میں رہے۔ پاکستان اسٹیل مل میں بڑی پوسٹ پر تھے۔ حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ تعلق ہونے کے بعد انہوں نے حضرت کے سفر و حضر میں خدمت کے لئے اپنے آپ کو وقف کیا اور حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے وصال تک آپ کے ساتھ رہے اور اس کے بعد اپنے شیخ کی جدائی میں ایسے بستر پر لگے کہ انتقال تک اس سے اٹھ نہ سکے۔ چھیالیس سال تک انہوں نے اپنے شیخ کی خدمت کی اور میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

ہی وہ واحد مسترشد اور مرید ہیں جو ہر سفر میں حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ساتھ رہے۔ حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے ایک بار فرمایا تھا:

''میر صاحب سید بھی ہیں، بڑھے بھی ہوگئے اور بیمار بھی ہیں۔ اگر بیمار نہ ہوتے تو یہ کسی کو میری خدمت کے لئے موقع نہیں دے سکتے تھے، آگے آگے رہتے لیکن چونکہ ہمارے بزرگوں نے سیدوں سے خدمت نہیں لی لہٰذا اب ان کو علمی کام میں لگا دیا، یہ میری باتیں نوٹ کرتے ہیں اور اس کو چھپواتے ہیں تو یہ کام صدقہ جاریہ بن رہا ہے، خدمت تو میرے بعد ختم ہوجائے گی اور یہ کام ان شاء اللہ تعالیٰ ہمیشہ قیامت تک جاری رہے گا۔ میر عشرت جمیل صاحب سے اللہ تعالیٰ اپنی رحمت سے کام لے رہا ہے، اللہ تعالیٰ قبول فرمائے۔ آمین۔''

حضرت والا قدس سرہ کی وفات سے قبل جو ۱۰۹ مواعظ حسنہ شائع ہوئے، ان کا سلسلہ ۱۹۸۲ء سے شروع ہوا جب حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اسٹیل مل میں ملازم تھے تو حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی تقاریر اور علمی مضامین کو کیسٹوں میں محفوظ کرتے تھے اور یہ تمام قیمتی ذخیرہ کیسٹوں کی شکل میں محفوظ ہوگیا۔ اپنے شیخ کے مواعظ وملفوظات ٹیپ سے کاغذ پر لاتے، پھر اس کی کمپوزنگ اور تصحیح کر کے حضرت کو سناتے تھے، حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نظر ثانی اور ضروری ترامیم کے بعد وہ مواعظ اور ملفوظات طباعت کے لئے دیئے جاتے۔ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے یہ فیصلہ فرمایا کہ آئندہ مواعظ ''مواعظ اختر'' کے نام سے شائع کئے جائیں تاکہ حضرت شیخ حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیات اور رحلت کے بعد شائع ہونے والے مواعظ میں فرق ہوجائے۔ موجودہ مواعظ ''ادارہ تالیفات اختریہ'' سے شائع کئے جارہے ہیں جن کی تعداد ۸۰ مواعظ اختر تک پہنچ چکی ہے۔

حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی بڑی کتابیں ''خزائن القرآن، خزائن الحدیث، درسِ مثنوی،

فغانِ رومی، مواہبِ ربانیہ، تربیتِ عاشقان خدا (۳ جلد)، پردیس میں تذکرۂ وطن، ارشاداتِ دردِ دل، آفتابِ نسبت مع اللہ'' حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی کے قلم سے اپنے شیخ کی زیرِ نگرانی مرتب ہوئیں۔ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے دردِ دل اور ملفوظات کا فیض سارے عالم میں پھیلا ہوا ہے، لاکھوں لوگوں کی زندگیاں حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے ملفوظات، بیانات اور کتابوں کی برکت سے راہِ راست پر آچکی ہیں۔

خوب روئیوں سے ملا کرتے تھے میر
اب ملا کرتے ہیں اہل اللہ سے
مت کرے تحقیر کوئی میر کی
رابطہ رکھتے ہیں اب اللہ سے

یہ قطعہ عارف باللہ حضرت اقدس مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نور اللہ مرقدہ کا ہے، صرف یہی قطعہ نہیں، حضرت والا کے نظم ونثر میں جابجا حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا ذکر ملتا ہے۔ بیان کے دوران بھی علالت اور دواؤں کے اثر سے، اگر میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی آنکھ جھپک جاتی تو فوراً حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ''میر صاحب! آنکھیں کھول کر بیان سنو۔ ورنہ ابھی یہاں سے اٹھا دوں گا۔'' کبھی فرماتے ''ابھی آپ کے سامنے قورمہ، بریانی موجود ہوتو کیوں نیند نہیں آتی۔'' یہ سارے محبوبانہ عتاب میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی پر اس لئے نازل ہوتے تھے کہ حضرت والا جانتے تھے کہ میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ڈانٹ سے ذرا کبیدہ خاطر نہیں ہوتے بلکہ مزید فدا ہوتے ہیں۔

بعض اوقات دورانِ بیان اس وجہ سے بھی عتاب نازل ہوتا کہ میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کا بیان ریکارڈ کرنے میں منہمک اور متحرک ہوتے تھے۔ اس موقع پر حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے ''میر صاحب! چھوڑو ریکارڈنگ کو، دل میں ریکارڈ

کرو، صحابہ رضی اللہ عنہم کے زمانہ میں یہ سب چیزیں کہاں تھیں'' مگر میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ اس کے باوجود ایک بیان کیا ایک ملفوظ بھی ضائع ہونے دینا نہیں چاہتے تھے اور یقیناً اسی محبت کے ثمرات تھے کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے تقریباً ۲۰۰ مواعظ کی اشاعت حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی کاوشوں سے ہوئی، اس کے علاوہ میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پاس غیر مطبوعہ مواد اتنا تھا کہ اس کا اندازہ لگانا بھی دشوار ہے۔

درحقیقت حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ صرف جامع الملفوظات ہی نہیں تھے بلکہ شیخ کے مسلک میں سب سے زیادہ رنگے ہوئے سالک بلکہ امام السالکین تھے۔ یہی وجہ تھی کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کے وصال کے بعد حضرت کے انتہائی قریبی خدام اور خلفائے اجل نے حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی سے رجوع کیا اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی حیات میں بھی حضرت رحمۃ اللہ علیہ کے ضعف کی وجہ سے اکثر سالکین حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ ہی سے مشورہ لیا کرتے تھے اور سب اس پر متفق تھے کہ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ اور میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے مشورہ میں کوئی فرق نہیں ہوتا۔ حضرت شیخ رحمۃ اللہ علیہ فرمایا کرتے تھے کہ ''محبتِ شیخ تمام مقاماتِ سلوک کی کنجی ہے''۔ حضرت مولانا جلال الدین رومی رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ حضرت شمس الدین تبریزی رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق تھے، حضرت امیر خسرو رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ حضرت نظام الدین اولیاء رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق تھے، حضرت خواجہ عزیز الحسن مجذوب رحمۃ اللہ علیہ اپنے شیخ حضرت مولانا اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے عاشق تھے اور فرمایا۔

اک میرِ خستہ حال بھی اختر کے ساتھ ہے
گذرے ہے خوب عشق کی لذت لئے ہوئے

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ بوجہ مناسبتِ قلبی حضرت رحمۃ اللہ علیہ سے بیعت ہوئے۔ بالآخر حضرت رحمۃ اللہ علیہ نے ان کو خلافت سے نوازا۔ ان کو اپنے شیخ کے ساتھ کیسی محبت اور کیسا عشق تھا، اس کی ایک جھلک اس واقعہ میں دیکھئے۔ حضرت حکیم صاحب رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ

''جب انہوں نے آنا شروع کیا تو صبح فجر کے بعد آتے تھے اور رات کو جاتے تھے، میں نے ان کو کہا کہ تیسرے دن آیا کرو لیکن ایک ہی دن میں وہ تڑپ گئے''۔

حضرت سید عشرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی نمازِ جنازہ اتوار صبح سوا چھ بجے جامعہ اشرف المدارس، گلستانِ جوہر بلاک ۱۲ سندھ بلوچ ہاؤسنگ سوسائٹی میں ادا کی گئی۔ نمازِ جنازہ مولانا شاہ حکیم محمد مظہر صاحب نے پڑھائی اور حضرت حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے پہلو میں آپ کی تدفین عمل میں آئی۔

اللہ تبارک وتعالیٰ حضرت سید عشرت جمیل صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی بال بال مغفرت فرمائے، آپ کی جملہ حسنات کو قبول فرمائے، آپ کو جنت الفردوس کا مکین بنائے اور آپ کے جملہ متعلقین اور مریدین، اعزہ اور اقرباء کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ آمین۔

(بشکریہ ماہنامہ بینات)

......☆......☆......☆......☆......

......☆......☆......☆......

......☆......☆......

......☆......

تصنیفات وتالیفات

حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی جس طرح اپنے شیخ ومحبوب پر فدا تھی تو ان کی حقیقت میں اپنی کوئی تصنیف اور کتاب نہیں کیونکہ وہ تو اس شعر کا مصداق ہوگئے تھے۔

ماہر چہ خواندہ ایم فراموش کردہ ایم
اِلا حدیثِ یار کہ تکرار می کنیم [۱]

لیکن حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی تقریباً تمام تصانیف میں حضرت میر صاحب بحیثیت معاون دن ورات مشغول رہتے تھے لہٰذا حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی سوانح حیات جو حضرت میر صاحب نے تحریر فرمائی تھی اُس میں شائع شدہ فہرست تصنیفات مکرر شائع کی جاتی ہے اس کے علاوہ حضرت رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد مزید جو مواعظ وملفوظات شائع ہوئے ہیں ان کو بھی یہاں تحریر کیا جاتا ہے۔

فہرستِ کتب

(۱) خزائن القرآن (۲) خزائن الحدیث (۳) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی نظر میں دنیا کی حقیقت (۴) خزائن شریعت وطریقت (۵) خزائن معرفت ومحبت (۶) فیضانِ محبت (مجموعۂ اشعار) (۷) آئینۂ محبت (مجموعۂ اشعار) (۸) معرفت الٰہیہ (۹) کشکولِ معرفت (۱۰) معارف شمس تبریز (۱۱) معارفِ مثنوی (۱۲) درسِ مثنوی (۱۳) فغانِ رومی (۱۴) تربیت عاشقانِ خدا (تین جلدیں) (۱۵) روح کی بیماریاں اور ان کا علاج (۱۶) مجالسِ ابرار (۱۷) باتیں ان کی یاد رہیں گی (۱۸) صدائے غیب (۱۹) نوائے غیب (۲۰) ایک منٹ کا مدرسہ (۲۱) پردیس میں تذکرۂ وطن

[۱] ترجمہ: میں نے جو کچھ پڑھا تھا سیکھا تھا، سب کچھ بھلا بیٹھا ہوں سوائے اپنے محبوب کی باتوں کے، بس وہی باتیں ہر وقت دہراتا رہتا ہوں۔

(۲۲) آفتابِ نسبت مع اللہ (۲۳)ارشاداتِ دردِ دل (۲۴)معارف ربانی (۲۵)مواہبِ ربانیہ (۲۶)براہین قاطعہ (۲۷)معیتِ الٰہیہ (۲۸)ملفوظات حضرت پھولپوری رحمۃ اللہ علیہ (۲۹)مواعظِ دردِ محبت ۱۰؍جلدیں (۳۰)حسن پرستی وعشقِ مجازی کی تباہ کاریاں اوران کا علاج (۳۱)سفر نامہ لاہور (۳۲)سفر نامہ رنگون و ڈھاکہ (۳۳)سفرنامہ حرمین شریفین (۳۴)حقوقِ شیخ اورآداب (۳۵)اصلاح اخلاق (۳۶)بدنظری وعشقِ مجازی کی تباہ کاریاں (۳۷)تلقینِ صبرِ جمیل (۳۸)حرمین شریفین میں حاضری کے آداب (۳۹)تسہیل قواعد النحو (۴۰)قرآن وحدیث کے انمول خزانے (۴۱)معمولات صبح وشام (۴۲)پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری سنتیں (۴۳)حسن خاتمہ کے سات مدلل نسخے (۴۴)قرآن پاک سے شراب کے حرام ہونے کا ثبوت (۴۵)ولی اللہ بنانے والے چار اعمال (۴۶)قومیت وصوبائیت اور زبان ورنگ کے تعصب کی اصلاح (۴۷)بدنظری کے چودہ نقصانات۔

فہرست مواعظِ حسنہ

(۱)استغفار کے ثمرات (۲) فضائلِ توبہ (۳)تعلق مع اللہ (۴)علاج الغضب (۵)علاجِ کبر (۶)تسلیم و رضا (۷)خوشگوار ازدواجی زندگی (۸)حقوق النساء (۹)بدگمانی اور اس کا علاج (۱۰)منازلِ سلوک (۱۱) تجلیاتِ جذب (۱۲)تکمیلِ معرفت (۱۳)طریقِ ولایت (۱۴)تزکیۂ نفس (۱۵)مقصدِ حیات (۱۶)فیضانِ محبت (۱۷)ذکر اللہ اور اطمینانِ قلب (۱۸)تقویٰ کے انعامات (۱۹)حیاتِ تقویٰ (۲۰)نزولِ سکینہ (۲۱)اہل اللہ اور صراطِ مستقیم (۲۲)مجلسِ ذکر (۲۳)تعمیر وطنِ آخرت (۲۴)راہِ مغفرت (۲۵)نورِ ہدایت اور اس کی علامات (حصہ اول) (۲۶)نورِ ہدایت اور اس کی علامات (حصہ دوم) (۲۷)عظمتِ حفاظ کرام (۲۸)علاماتِ اہل محبت (۲۹)بعثتِ نبوت کے مقاصد (۳۰)تشنگانِ جامِ شہادت (۳۱)عرفانِ محبت (۳۲) آدابِ راہِ وفا (۳۳)امیدِ مغفرت ورحمت (۳۴)صبر اور مقامِ صدیقین (۳۵)صحبت اہل اللہ اور جدید ٹیکنالوجی (۳۶)عشقِ رسالت کا صحیح مقام (۳۷)منزلِ قربِ الٰہی کا قریب ترین راستہ (۳۸)انوارِ حرم (۳۹)فیضانِ حرم (۴۰)حقیقتِ شکر (۴۱)اللہ تعالیٰ کے باوفا بندے

(۴۲) قافلۂ جنت کی علامات (۴۳) اللہ سے اشد محبت کی بنیاد (۴۴) یاارحم الراحمین مولائے رحمۃ للعالمین (۴۵) انعاماتِ الٰہیہ (۴۶) لذت ذکر اور لطف ترک گناہ (۴۷) ہم کس کو ملتے ہیں اور ہم کو کون پاتا ہے؟ (۴۸) تحفۂ ماہ رمضان (۴۹) عظمت رسالت (۵۰) اللہ کا پیغام دوستی (۵۱) انعاماتِ الٰہیہ (۵۲) تقریر ختم قرآن وبخاری شریف (۵۳) محبوبِ الٰہی بننے کا طریقہ (۵۴) توبہ کے آنسو (۵۵) آرامِ دوجہاں کا طریقِ حصول (۵۶) خونِ تمنا کا انعام (۵۷) تعلیم وتزکیہ کی اہمیت (۵۸) اصلی پیری مریدی کیا ہے؟ (۵۹) مقامِ اولیاء صدیقین (۶۰) علاماتِ مقبولین (۶۱) مقامِ اخلاص ومحبت (۶۲) ثبوت قیامت اور اُس کے دلائل (۶۳) حقوق الرجال (۶۴) نفس کے حملوں سے بچاؤ کے طریقے (۶۵) لذتِ قُربِ خدا (۶۶) دین پر استقامت کا راز (۶۷) زندگی کے قیمتی لمحات (۶۸) تعلیمِ قرآن میں شانِ رحمت کی اہمیت (۶۹) عزیز واقارب کے حقوق (۷۰) اہل اللہ کی شانِ استغناء (۷۱) دستکِ آہ وفغاں (۷۲) نگاہِ نبوت میں محبت کا مقام (۷۳) آدابِ عشقِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم (۷۴) علم اور علماءِ کرام کی عظمت (۷۵) قربِ الٰہی کی منزلیں (۷۶) روحِ سلوک (۷۷) لازوال سلطنت (۷۸) محبتِ الٰہیہ کی عظمت (۷۹) بے پردگی کی تباہ کاریاں (۸۰) آدابِ محبت (۸۱) طریق الی اللہ (۸۲) اولیاء اللہ کی پہچان (۸۳) نسبت مع اللہ کے آثار (۸۴) قلبِ سلیم (۸۵) طریقِ محبت (۸۶) حقانیتِ اسلام (۸۷) عظمتِ صحابہ رضی اللہ عنہم (۸۸) ایمان اور عملِ صالح کا ربط (۸۹) دلِ شکستہ کی قیمت (۹۰) نسبت مع اللہ کی شان وشوکت (۹۱) فیضانِ رحمتِ الٰہیہ (۹۲) صحبتِ شیخ کی اہمیت (۹۳) غمِ حسرت کی عظمت (۹۴) اہلِ محبت کی شان (۹۵) تعمیرِ کعبہ اور تعمیرِ قلب کا ربط (۹۶) طلوع آفتاب کی امید (۹۷) کیفِ روحانی کیسے حاصل ہو؟ (۹۸) طلباء ومدرسین سے خصوصی خطاب (۹۹) کرامتِ تقویٰ (۱۰۰) گناہوں سے بچنے کا راستہ (۱۰۱) مقامِ عاشقانِ حق (۱۰۲) راہِ محبت اور اس کے حقوق (۱۰۳) دارِ فانی میں بالطف زندگی (۱۰۴) غمِ تقویٰ اور انعامِ ولایت (۱۰۵) لذتِ اعترافِ قصور (۱۰۶) داستانِ اہل دل (۱۰۷) حقوق الوالدین (۱۰۸) اسلامی مملکت کی قدر وقیمت (۱۰۹) ہم جنس پرستی کی تباہ کاریاں اور ان کا علاج۔

یہاں تک کی تصنیفات حضرت والا شیخ العرب والعجم حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی حیاتِ مبارکہ میں آپ کی نظرِ ثانی اور نگرانی میں شائع ہوئیں۔ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد حضرت میر صاحب نے مواعظ کے سلسلے کو ''مواعظِ اختر'' کے نئے نام سے جاری رکھا، اس کی وجہ مواعظِ اختر نمبر(۱) میں تحریر فرمائی کہ ''اب چونکہ حضرت والا کا سایۂ عاطفت ہمارے سروں پر نہیں رہا اور حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی نگرانی اور نظرِ ثانی سے ہم محروم ہوگئے، اس لئے مناسب معلوم ہوا کہ اس سلسلہ کا آغاز ''مواعظِ اختر'' کے نام سے کر دیا جائے تاکہ معلوم ہوجائے کہ آئندہ شائع ہونے والے مواعظ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی رحلت کے بعد کے ہیں۔''

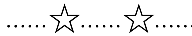
فہرست مواعظِ اختر

(۱) شادی بیاہ کی رسومات کی اصلاح (۲) قرآن پاک کی روشنی میں دینی خدام کے غموں کی تسلی (۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عظیم القدر دُعا (۴) تمنائے بستیِ صالحین اور دینی شان وشوکت (۵) مجاہدہ اور تسہیلُ الطَّریق (۶) گنہگاروں کے لئے مژدۂ جاں فزا (۷) اولیاء اللہ کی حَسین زندگی (۸) ترکِ گناہ کے لذیذ طریقے (۹) اللہ والوں کے قلوب کی خوشیوں کا راز (۱۰) وطنِ آخرت کی تیاری (۱۱) ایمان پر خاتمہ کے سات انمول نسخے (۱۲) امراضِ روحانی کے معالجات (۱۳) راہِ سنت اور قلبِ سلیم (۱۴) تزکیۂ نفس، مجاہدہ اور مشیتِ الٰہی کا ربط (۱۵) کیفِ آہ وفغاں (۱۶) گمراہی کے اندھیرے اور سنت کا نور (۱۷) لذتِ دردِ محبت (۱۸) لذتِ بندگی کا حصول (۱۹) تاثیرِ صحبتِ اہل اللہ (۲۰) مردانِ راہِ خدا (۲۱) نزولِ تجلیات (۲۲) اہل اللہ سے تعلق کی قدر وقیمت (۲۳) اللہ تعالیٰ کے نام کی مٹھاس (۲۴) نالہائے درد (۲۵) اہلِ وفا کون ہیں؟ (۲۶) اللہ تعالیٰ کے انعام یافتہ بندے (۲۷) سکونِ قلب کا واحد طریقہ (۲۸) دنیا سے بے رغبتی (۲۹) عشق مجازی کا اضطراب اور اس کا علاج (۳۰) نشۂ معصیت کا فریب (۳۱) عاشقانِ حق کا لذیذ غم (۳۲) سامانِ مغفرت (۳۳) صراطِ مستقیم پر استقامت کے انعامات (۳۴) حصولِ ولایت کے اسباب (۳۵) درسِ محبت

الٰہیہ(۳۶) پردہ۔عورت کی عزت کا ضامن(۳۷) گلدستۂ ارشادات(۳۸) فیضانِ صحبتِ اہل اللہ (۳۹) قلبِ شکستہ کی تعمیر(۴۰) انجامِ عشقِ مجازی(۴۱) غمِ راہِ مولیٰ کی عظمت(۴۲) اللہ تعالیٰ کی شانِ جذب(۴۳) صاحبِ نسبت علماء کی خوشبو(۴۴) اہل علم اور تزکیۂ نفس کی اہمیت (۴۵) مقامِ دردِ دل(۴۶) راہِ خدا میں ادب کی اہمیت(۴۷) غار میں یادِ یار تعالیٰ شانہٗ (۴۸) عباداتِ شبِ براءت(۴۹) دھوکے کا گھر(۵۰) تلاشِ دیوانۂ حق(۵۱) طوفانِ گمراہی سے بچنے کا راستہ(۵۲) حق تعالیٰ کے محبوب بندے(۵۳) قلب کیسے روشن ہوگا؟(۵۴) اللہ تعالیٰ کا خط بندوں کے نام(۵۵) روزہ اور ترکِ معصیت(۵۶) شعاعِ آفتابِ رحمت(۵۷) غفلتِ دل کیسے دور ہو؟(۵۸) اولاد کو دین نہ سکھانے کا وبال(۵۹) عزتِ تقویٰ اور رسوائی گناہ (۶۰) رنگ ونسل کی تحقیر کی حرمت(۶۱) حصولِ ولایت کا راستہ(۶۲) مولائے کریم کا عفو وکرم (۶۳) مایوس نہ ہوں اہل زمیں اپنی خطا سے(۶۴) کیفِ عشقِ الٰہی(۶۵) اہل اللہ سے بدگمانی کا وبال(۶۶) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے غلاموں کی شان(۶۷) پاکیزہ حیات کا نسخۂ کیمیا(۶۸) نادم گنہگار کی محبوبیت(۶۹) تصوف وسلوک میں راہِ اعتدال(۷۰) گناہ کی دو علامات بزبان نبوت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم(۷۱) محبتِ الٰہیہ کا موتی کون پاتا ہے؟(۷۲) گناہوں سے بچنے کا حوصلہ کیسے پیدا ہوتا ہے؟(۷۳) نفس کو مغلوب کرنے کا طریقہ(۷۴) رحمتِ رب العالمین(۷۵) ریا کی حقیقت اور اس کا علاج(۷۶) علمِ دین کی برکات(۷۷) راہِ سلوک میں ادب کا مقام(۷۸) حصول تقویٰ کے اصول(۷۹) دین میں حُسنِ اخلاق کی اہمیت(۸۰) عظیم الشان منزل کا عظیم الشان رہبر

غیر مطبوعہ کتب: (۱) خزائن معرفت ومحبت جلد ۲ (۲) الہاماتِ ربّانی (مجموعۂ ملفوظات)۔







کیفِ تسلیم و رضا بر وفات حسرت آیات

۱
زیکسو بوئے گُل و زیک طرف پیغامِ یار آمد
من آں دیوانہ ام کز ہر دو سوئے من بہار آمد

۲
بہارِ من خزاں صورت گُلِ من شکلِ خار آمد
چو از ایمائے یار آمد ہمی گیرم بہار آمد

ترجمہ

۱ ایک طرف سے پھول کی خوشبو آئی اور دوسری طرف سے محبوب کا پیغام آیا، میں وہ دیوانہ ہوں کہ جس کے دونوں جانب بہار آئی ہے۔

۲ میری بہار خزاں کی شکل میں آئی ہے، میرا پھول کانٹے کی شکل میں آیا ہے لیکن چونکہ اللہ تعالیٰ کی مرضی سے آیا ہے اس لئے میں نے یہی سمجھا کہ یہی میری بہار ہے۔

جتنی تمہاری قربانی اتنی خدا کی مہربانی
پھر تو ہے لذت روحانی قرب کا شربت لاثانی

حضرت والا شیخ العرب والعجم عارف باللہ مجددِ کامل امام الصدیقین
سلطان العارفین بقیۃ السلف عمدۃ الخلف سرتاجِ اولیاء
قدوۃ الصلحاء مظہر انوارِ نبوت حامل اسرارِ شریعت، حکیم القلوب والارواح
حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب نوراللہ مرقدہ

کے منتخب

ارشاداتِ محبت

برائے

مرشدنا ومولانا صدیقِ زمانہ جاں نثارِ شیخ
قرۃ اعیننا، سکینۃ صدورنا، امام السالکین عارف العارفین
حضرت اقدس شاہ سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۱)۔۳۰ جمادی الثانی ۱۳۹۱ھ مطابق ۲۲۔اگست ۱۹۷۱ء

ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اپنے راستہ میں پہلے تو کلیجہ منہ تک لے آتے ہیں، پھر کلیجہ کو واپس کرتے ہیں اور ایک کلیجہ کو ہزاروں کلیجوں کا راہبر بنا دیتے ہیں، اوراس کی پرورش اور راحت اور دل بہلانے کا بھی سامان مہیا کرتے ہیں۔ میں ایک عمر تو اپنے شیخ کے ساتھ رہا، پھر چھ سال کا وقفہ رہا، وہ میری تنہائی کا زمانہ تھا، کوئی میری آہ کا سمجھنے والا نہ تھا، دل چاہتا تھا کہ کوئی ایسا سوختہ جان ہو جس کے ساتھ میرے شب و روز گذریں کہ اللہ نے عشرت کو منتخب فرما کر میرے لئے بھیجا۔ میری آہ کی جیسی عشرت نے قدر کی ہے ایسی قدر کسی نے نہیں کی تھی، شمس بازغہ اور منطق والے بھی میری بات کو ایسا نہیں سمجھ سکتے جو ایک ٹوٹا ہوا دل سمجھ سکتا ہے، جس کے دل پر مصیبت وغم کے آرے نہ چلے ہوں وہ آہ کو اور آہ کی باتوں کو کیا سمجھے گا۔ (احقر کے لئے فرمایا کہ) یہ خود کیا آتے، انہیں تو بھیجا گیا ہے، علوم کی حفاظت کے لئے ان کو بھیجا گیا ہے۔۔الخ

(خزائن معرفت ومحبت جلد ۲۔غیر مطبوعہ)

مانا کہ میر گلشنِ جنت تو دور ہے
عارف ہے دل میں خالقِ جنت لئے ہوئے
اک میر خستہ حال بھی اختر کے ساتھ ہے
گذرے ہے خوب عشق کی لذت لئے ہوئے

....

(۲)۔بنگلہ دیش کے سفر سے واپسی پر حضرت والا نے احقر کے لئے فرمایا کہ تیرے لئے خوب دعا کی توفیق ہوئی، میری جدائی سے انہیں سب سے زیادہ غم ہوتا ہے،

مظہر میاں سے بھی زیادہ غم ہوتا ہے کیونکہ مظہر میاں کی تو محبت بٹی ہوئی ہے ماں بیوی بچوں میں اور اِس کا سب کچھ میں ہی ہوں، اس کی ساری محبتیں ماں باپ کی سب میرے اندر لئے ہیں۔ (حضرت والا میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خاص ڈائری)

....

(۳)۔آج بعد عشاء حضرت والا نے احقر کو (اصلاح کے لئے) ایک صاحب کو غصہ میں جواب دینے پر بہت ڈانٹا اور احقر میں رحمت و فنائیت کے لئے بہت تنبیہ اور ہدایات فرمائیں اور فرمایا کہ درحقیقت یہ اس قابل نہیں کہ خانقاہ میں رہے، خانقاہ میں تو بہت فانی اور مٹے ہوئے آدمی کی ضرورت ہے کہ لوگ اس پر چلیں اور وہ اُف نہ کرے اگر اس کے بھائی وغیرہ کا گھر قریب ہوتا تو اس کو وہیں بھیج دیتا۔ پھر ایک مولانا کو مخاطب کر کے فرمایا لیکن میں کیا کروں یہ مجھے چھوڑنے پر قادر نہیں ہے اور راز کی بات بتاتا ہوں کہ میں بھی اس کو چھوڑنے پر قادر نہیں (ہائے عین ڈانٹ اور غصہ کے وقت یہ رحمت وشفقت، اگر لاکھوں جانیں بھی احقر حضرت والا پر قربان کرے تو حق ادا نہیں ہوسکتا اے اللہ عشرت کو مٹادے جتنا حضرت والا مٹانا چاہتے ہیں اس سے بھی زیادہ مٹادے اور میری اصلاح فرمادے۔) خواجہ عزیز احمد نے احقر سے بتایا کہ آج حضرت والا نے کسی سے احقر کے بارے میں یہ الفاظ ارشاد فرمائے ''علی گڑھ کا گریجویٹ فنا فی اللہ سب کچھ چھوڑ کر بیٹھا ہوا ہے کسی چیز کی طلب نہیں میرے پاس جو کچھ تھا میں نے اسے دے دیا'' اللہ اللہ حضرتِ والا کی اس دعا کو میرے لئے قبول فرمالے۔

ایک بھنگی سے بدتر پر یہ انعام یہ تاجِ شاہی
مجھ پہ یہ لطفِ فراواں میں تو اس قابل نہ تھا

(حضرت والا میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خاص ڈائری)

(۴)۔احقر اور قاری فیاض صاحب ساتھ کھانا کھا رہے تھے، حضرت والا تشریف لائے اور فرمایا کہ قاری صاحب اور عشرت میں تو بہت محبت ہوگئی، پھر فرمایا کہ جو عشرت سے محبت کرتا ہے میں اس کی محبت کو تسلیم کرتا ہوں اور جو عشرت سے محبت نہیں کرتا مجھے اس سے مناسبت نہیں ہوتی، میں اس کی محبت کو تسلیم نہیں کرتا، کیا وجہ ہے کہ مجھ سے تو محبت ہو اور مجھ سے محبت کرنے والے سے محبت نہ ہو، ضرور کوئی کمی ہے اور عشرت مجھ سے سب سے زیادہ محبت کرتا ہے۔

(حضرت والا میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی خاص ڈائری)

....

(۵)۔**ارشاد فرمایا کہ** دو ماہ آپ کو جو قبض باطنی کی تکلیف ہوئی وہ میری محبت ہی کی وجہ سے تھی مجھ کو آپ سے اور آپ کو مجھ سے جو محبت ہے یہ چھپی نہیں رہے گی مشہور ہو کر رہے گی ؂

ہماری تمہاری محبت کے قصے
رہے گا یہ افسانہ مشہور ہو کر

جب آپ کو شفا ہوگی تو آپ اس واقعہ کو بہت خاص انداز میں لکھیں گے۔ میں آپ کو بشارت دیتا ہوں کہ اس وقت آپ کے قلم میں ایک خاص جان ہوگی انشاء اللہ تعالیٰ۔ چاند بے نور ہوتا ہے لیکن آفتاب عکس ڈال دیتا ہے تو چاند نور سے جگمگانے لگتا ہے اس وقت نورِ آفتابِ حق آپ کے قلم کے محاذات میں ہوگا جب اللہ تعالیٰ اپنے نور کا عکس ڈال دیتے ہیں تو تصنیف و تالیف ہو رہی ہے تبلیغ ہو رہی ہے ملفوظات لکھے جا رہے ہیں اگر اس آفتاب نور کو ہٹا لیں تو آدمی مٹی کا

ڈھیلا ہے۔کبھی آفتابِ کرم کو دل کے محاذات سے ہٹا لیتے ہیں تاکہ اپنی حقیقت معلوم ہو کہ میں کچھ بھی نہیں ہوں پھر جب شعاع ڈالتے ہیں اور نفس کی زمین کی حیلولت کو ہٹاتے ہیں تو چاند میں پھر نور آجاتا ہے۔ میری محبت کی باتیں انشاء اللہ آپ کے قلم سے اللہ تعالیٰ لکھوائیں گے۔

(خزائن معرفت ومحبت)

....

(۶)۔ایک صاحب مٹھائی لائے تو حضرت والا نے فرمایا کہ کھاؤ مٹھائی کھاؤ۔ پھر مزاحاً فرمایا کہ آپ میں مٹھائی بھی ہے اور نمکینیت بھی ہے یعنی محبت بھی ہے اور محبوبیت بھی۔جس ناز سے میں نے تمہارے لیے دعا کی ہے کسی کے لیے نہیں کی کہ یا اللہ! میرے حسام الدین کو مجھ سے نہ چھینئے۔اس کی قبولیت کی علامت یہ ہے کہ جس ناز سے تمہارے لیے دعا کی، اس وقت اللہ میاں نے الفاظ بھی عطا فرمائے۔ میں کیا انبیاء علیہم السلام بھی ناز نہیں کر سکتے مگر جب اُدھر سے اشارہ ہوتا ہے کہ اِس وقت وہ حالت ناز میں دیکھنا چاہتے ہیں۔میری روح پر ایسی کیفیت زندگی بھر میں ایک دو بار طاری ہوئی۔

(خزائن معرفت ومحبت)

....

(۷)۔ آج بعد ظہر احقر کو یوں بلایا۔

بیا بیا و زود بیا کہ ایں خانہ خانۂ تست

ترجمہ: آجا،آجا اور جلد آجا کہ یہ گھر تیرا ہی گھر ہے۔

احقر کے پاس ایک روپیہ تھا اس خوشی میں احقر حضرت والا کے لیے ایک

روپیہ کا کینو یا کچھ اور بطور ہدیہ دینے کا ارادہ کر رہا تھا کہ حضرت والا نے فرمایا کہ ٹٹرا سائیکلین دوا منگوانا ہے دو روپے کی آتی ہے اور میرے پاس ایک ہی روپیہ ہے۔ احقر نے عرض کیا کہ ایک روپیہ میرے پاس ہے جو میں ابھی حضرت کی خدمت میں ہدیہ دینے والا تھا، حضرت والا نے ہنستے ہوئے فرمایا ماشاء اللہ۔ میں نے آپ کا روپیہ ایک کروڑ کے برابر درج کرلیا۔

(خزائن معرفت ومحبت)

....

(۸)۔سفر آزاد کشمیر میں ایک صاحب سے فرمایا کہ احقر عشرت سے کہہ دو کہ میری سوانح لکھے......مختلف واقعاتِ زندگی لکھے جائیں...... جتنے واقعات اس کو معلوم ہیں کسی کو نہیں معلوم (۲) کوئی وقت دن کا اس کے لیے مقرر کر (۳) مولانا عبدالناصر صاحب نے فرمایا جو واقعہ حضرت والا کا یاد آجائے اس کو ٹیپ کرو، کوئی اس کو نقل کرلے، ترتیب بعد میں دے دیا جائے گا۔

(حضرت والا میر صاحبؒ کی خاص ڈائری)

....

(۹) **ارشاد فرمایا کہ** میر صاحب! یہ مضمون کیسا تھا؟ میر صاحب کی شہادت بہت معتبر ہے، میر صاحب کی شہادت کے معتبر ہونے کی وجہ یہ ہے کہ یہ تیس برس سے میرے ساتھ ہیں، تیس سال کا رات دن کا رفیق! عام آدمی تو سوچ سکتا ہے کہ پتہ نہیں اکیلے میں یہ کیا کرتے ہوں گے، لیکن میر صاحب تیس برس سے میرے حجرے میں رات دن میرے ساتھ ہیں، میر صاحب اپ ٹو ڈیٹ بھی ہیں اور گریجویٹ بھی ہیں، علی گڑھ سے بی کام کیا ہے اور

انگریزی دان بہت چالاک ہوتا ہے، اگر ان کا دل مجھ سے مطمئن نہ ہوتا تو یہ بھاگ جاتے کہ نہیں؟ لیکن میر صاحب سے پوچھو اگر کوئی اپنے جنرل اسٹور میں ان کو مینجنگ ڈائریکٹر بنائے اور دس لاکھ رین تنخواہ دے تو یہ مجھ کو چھوڑ کر یہاں نہیں رہ سکتے، پوچھو ان سے بلکہ جو ان کو ایسی پیشکش کرے گا اس کی پٹائی ہوگی، جو میر صاحب کو دس لاکھ رین دینے کو کہے گا بجائے شکریہ کے اس کی پٹائی کا خطرہ ہے، اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرتا ہوں کہ مجھ کو ایسے رفیق عطا فرمائے ہیں۔

(آفتاب نسبت مع اللہ صفحہ ۴۱۴)

....

(۱۰) **ارشاد فرمایا کہ** میں میر صاحب کے لیے یہ دعا کرتا ہوں کہ یا اللہ جیسے یہاں ساتھ ہیں جنت میں بھی ان کو میرے ساتھ رکھئے۔

(آفتاب نسبت مع اللہ صفحہ ۴۶۴)

....

(۱۱) **ارشاد فرمایا کہ** میر صاحب تو ہمیشہ خانقاہ میں میرے پاس رہتے ہیں ماشاء اللہ، اور تنخواہ بھی نہیں لیتے، یہ خاص بات ہے، ان کا کام اتنا اہم ہے کہ اگر یہ دس ہزار بھی تنخواہ مانگتے تو کم تھا لیکن میر صاحب تنخواہ نہیں لیتے، پیٹ کی روٹی اور جسم کے کپڑے پر میرے پاس ہیں اور یہ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کی شان کے مشابہ ہے۔

(آفتاب نسبت مع اللہ صفحہ ۴۷۴)

....

(۱۲) **ارشاد فرمایا کہ** اللہ کا شکر ہے کہ مجھ کو بھی اللہ نے ایسے دوست احباب دیئے جو ہر وقت میرے ساتھ رہتے ہیں۔ دیکھو میر صاحب رات دن

ساتھ ہیں، یہ اسٹیل مل میں آفیسر تھے، پرچیز آفیسر جہاں بڑی بالائی آمدنی ہوتی ہے یعنی حرام کی آمدنی کا امکان ہوتا ہے لیکن انہوں نے کبھی رشوت نہیں لی اور سفر میں حضر میں میرے ساتھ رہنے کے لیے نوکری بھی چھوڑ دی۔

(معارفِ ربانی)

....

(۱۳) **ارشاد فرمایا کہ** میر صاحب میرے پاس سے پانچ سال کے لیے غائب ہوگئے تھے کیونکہ بیمار ہوگئے تھے، یہ جتنا کام کر رہے ہیں اور میرا جتنا ساتھ دے رہے ہیں اس پر شکر ادا کرتا ہوں کہ یا اللہ آپ نے انہیں دوبارہ عطا فرمادیا، میں تو ان سے بالکل محروم ہوگیا تھا، ان کے لیے میں ملتزم پر اور بیت اللہ میں بہت رویا۔

(معارفِ ربانی)

....

(۱۴)۔شیخ کے ساتھ ایک زمانہ گذارا جاتا ہے۔ پھر وہ رگڑ رگڑ کر بڑائی نکال دیتا ہے اور خصوصاً وہ شیخ جو ذرا اکڑّ بھی ہو یعنی ڈانٹ ڈپٹ بھی کرتا ہو پھر تو وہاں بہت جلد بڑائی نکل جاتی ہے۔ جیسے ہمارے میر صاحب کا شعر ہوا ہے۔ میر صاحب کو پچھلے جمعہ کو بھرے مجمع میں جو ڈانٹ پڑی تو انہوں نے ایک شعر کہا ؎

ہائے وہ خشمگیں نگاہ، قاتلِ کِبر و عجب و جاہ
اس کے عوض دلِ تباہ میں تو کوئی خوشی نہ لوں

بھرے مجمع میں جب شیخ ڈانٹ دیتا ہے۔ استاد ڈانٹ دیتا ہے تو کیسی اصلاح ہوتی ہے جس کو بہت عمدہ تعبیر کیا ہے، ماشاء اللہ نظر نہ لگے ان کو۔ شیخ کی

غضبناک نگاہیں قاتلِ کبر وعجب و جاہ ہیں، وہ عجب و کبر اور جاہ کو قتل کر دیتی ہیں۔اس کے عوض دلِ تباہ یعنی اے دلِ تباہ! اس کے بدلہ میں مجھے دنیا کی کوئی خوشی نہیں چاہیے۔

(وعظ: علاجِ کبر)

....

(۱۵)۔ایک صاحب کا خط آیا جس میں بہت اچھے اچھے خواب انہوں نے دیکھے تھے۔صرف احقر صبح حاضر خدمت تھا۔احقر سے فرمایا کہ خوابوں کو زیادہ اہمیت نہیں دینی چاہیے دیکھو فلاں مولوی صاحب نے مجھ سے تعلق کرنے کے بعد کتنا عمدہ خواب دیکھا تھا۔لیکن بعد میں کچھ تعلق کا حق ادا نہیں کیا اور تمہیں مجھ سے سب سے زیادہ محبت ہے لیکن تم کوئی خواب نہیں دیکھتے۔اصل چیز بیداری کی حالت ہے۔میں جب اپنے شیخ سے بیعت ہونے چلا تو اسی رات خواب دیکھا کہ میں مولانا سراج احمد صاحب سے بیعت ہو گیا ہوں اور انہوں نے مجھے سینہ سے لگا لیا۔اگر میں خواب پر ان سے بیعت ہو جاتا تو تباہ ہو جاتا کیونکہ بیداری میں مجھے ان سے مناسبت نہیں تھی، اس خواب کے بعد بھی میں اپنے شیخ پھولپوری ہی سے بیعت ہوا کیونکہ اگر کسی کو بیداری میں کسی محبوب سے محبت ہے اور خواب میں دیکھے کہ کسی دوسرے محبوب نے اسے سینے سے لگا لیا تو کیا خواب سے بیدار ہو کر اسے اس دوسرے محبوب سے حقیقتاً محبت ہو جائے گی؟ ہرگز نہ ہوگی۔بس روحانی مناسبت کا بھی یہی معاملہ ہے۔

حضرت والا کے ارشاد سے کہ تمہیں مجھ سے سب سے زیادہ محبت ہے احقر کو اس قدر خوشی ہوئی کہ بیان سے باہر ہے، احقر کی روح پر ایک سُکر کی

کیفیت طاری تھی اس خاص کیفیت میں یہ شعر موزوں ہوا ؎

پھر خون کی گردش میں صہبا کی ہے آمیزش

ہے آج کرم فرما وہ نرگسِ مستانہ

(خزائن معرفت ومحبت)

....

(۱۶)۔ ۲۲؍ربیع الاوّل ۱۳۹۳ھ مطابق ۶؍مئی ۱۹۷۲ء، بروز ہفتہ

اس سے پہلے آج دوپہر کھانا کھاتے ہوئے اچانک فرمایا کہ انشاء اللہ ایک دن ایسا آئے گا کہ لوگ آپ کو حضرت حضرت کہیں گے اور آپ کا نفس کہے گا کہ تو واقعی بڑا حضرت ہے۔ اس سے پہلے ایک دن فرمایا تھا کہ مجھے معلوم ہو رہا ہے کہ آپ کا پیٹ اور بھی بڑھ گیا ہے اور چند مرید آپ کی مٹھی چمپی (مالش) کررہے ہیں، آپ کا عالمِ عیش مجھے دکھایا گیا۔

(خزائن معرفت ومحبت جلد ۲۔ غیر مطبوعہ)

....

(۱۷)۔ ۱۵؍صفر المظفر ۱۳۹۳ھ مطابق ۱۰؍اپریل ۱۹۷۲ء بروز جمعہ بعد عشاء

احقر حضرت اقدس کے پاؤں دبا رہا تھا تو مزاحاً فرمایا ؎

مستِ ساغر شدی عشرتؔ! ولے لاغر نہ شدی

فربہی عشق را بدنام کنندہ باشد

(**ترجمہ:** جامِ محبت سے اے عشرتؔ! تو مست ہوگیا لیکن لاغر یعنی کمزور نہ ہوا۔ موٹاپا عشق کو بدنام کرنے والا ہے۔ جامع)

پھر فرمایا کہ آپ کو اس شعر کا جواب دینے کی اجازت ہے، پھر دوبارہ فرمایا کہ آپ

جو جواب دیں گے وہ یہ ہے اور فوراً یہ شعر فرمایا ؎

گرچہ فربہ و چرب دار بدن می دارم
در کفِ عشق ولے تیغ و کفن می دارم

پھر یہ تشریح فرمائی کہ اگر چہ فربہ وموٹا ہوں لیکن دل میں اللہ کی محبت اس سطح پر ہے کہ ہر وقت تیغ وکفن ساتھ رکھتا ہوں اور جان دینے کے لیے تیار رہوں۔

(خزائن معرفت ومحبت جلد ۲۔غیر مطبوعہ)

....

(۱۸)۔۲۱ ربیع الاول ۱۳۹۲ھ مطابق ۵ مئی ۱۹۷۲ء دوپہر کے وقت احقر اور حافظ عبد المجید صاحب کھانا کھا رہے تھے کہ حضرت والا نے یہ شعر بہت درد سے پڑھا ؎

درگذر فرمایئے میرے میاں
آپ پر حالت ہے میری سب عیاں

یہ شعر سن کر حافظ صاحب پر حال طاری ہو گیا، بہت دیر تک روتے رہے، جب بہت دیر ہو گئی تو حضرت نے فرمایا کہ حافظ عبد المجید، کھانا کھالو، فکر نہ کرو، اللہ بہت معاف کرنے والا ہے، ان شاء اللہ اس میرِ سادہ کو ساتھ لیتے ہوئے ہنستے کھیلتے جنت میں چلے جائیں گے، احقر کی طرف اشارہ فرمایا۔

(خزائن معرفت ومحبت جلد ۲۔غیر مطبوعہ)

....

(۱۹) جمعرات ۱۱ شعبان ۱۴۱۸ھ مطابق ۱۱ دسمبر ۱۹۹۷ء

عبید اللہ صاحب نے نقل کیا کہ حضرت والا دامت برکاتہم نے فرمایا کہ ’’جو

لوگ مجھے اور میر صاحب کو الگ الگ سمجھتے ہیں یہ ان کی بھول ہے'' دو تین بار فرمایا کہ ''میں اور میر صاحب ایک ہی ہیں''۔

(حضرت والا میر صاحبؒ کی خاص ڈائری)

....

(۲۰)۔اور عبید اللہ صاحب نے بتایا کہ ایک دن میں (حضرت میر صاحبؒ) اپنی ہمشیرہ کے گھر گیا ہوا تھا، حضرت والا عصر کی نماز پڑھ کر تشریف لائے اور فرمایا کہ ''جب میر صاحب نہیں ہوتے تو ایسا لگتا ہے کہ خانقاہ میں کوئی ہے ہی نہیں، میر خانقاہ کی زینت ہے''

(حضرت والا میر صاحبؒ کی خاص ڈائری)

....

(۲۱) آج احقر کے والد صاحب کو حضرت والا نے بیعت فرمایا، والد صاحب کے بیعت ہونے کے بعد احقر والد صاحب کو گھر پہنچا کر واپس ہوا، حضرت لیٹے ہوئے تھے، بخار تھا، احقر کے لیے فرمایا: لے گیا دل مرا ایک نگینہ والا۔

ایک شام احقر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ حضرت! بجلی جلادوں، فرمایا: بجلی جلا دے، چاہے بجلی گرادے، جو تیرا جی چاہے کر۔

....

(۲۲) آج عصر کے وقت جب احقر حاضر ہوا تو فرمایا کہ آج لیموں کا شربت نہیں لائے (حضرت کی طبیعت ناساز تھی تو بطور دوا استعمال فرمارہے تھے) احقر نے عرض کیا کہ میں نے مظہر میاں سے کہا تھا تو انہوں نے بتایا کہ حضرت نے منع فرمادیا ہے کہ آج نہ بنانا، پھر احقر نے عرض کیا کہ ابھی لائے دیتا ہوں تو فرمایا کہ تمہارا یہاں بیٹھنا مجھے اس دوا سے زیادہ عزیز ہے، آپ میرے پاس بیٹھیے، دوا میں کسی اور سے منگوالوں گا، پھر

فرمایا کہ اس سے اندازہ لگاؤ کہ جب ایک بندے اور غلام میں یہ جذبہ ہوسکتا ہے کہ اپنے چاہنے والے کو اپنے سے الگ کرنا نہیں چاہتا اور چاہتا ہے کہ جو مجھ سے تعلق خاص رکھتا ہے وہ میرے پاس رہے اور جس سے تعلق کم ہوتا ہے اس کو اپنے سے دور کرکے کام سپرد کردیا جاتا ہے تو جو شخص اخلاص کے ساتھ اللہ کو چاہے گا اور اس کو تڑپ اور بے چینی کے ساتھ یاد کرے گا تو اللہ بھی اس کو اپنے پاس سے بھگائے گا نہیں، جب انہوں نے اپنے غلاموں میں یہ رحمت رکھ دی کہ وہ محبت کا جواب محبت سے دیتے ہیں تو اللہ تعالیٰ تو سرچشمۂ رحمت ہیں، مرکزِ محبت ہیں، وہ اپنے بندوں کی محبت کو ٹھکراتے نہیں، بلکہ ان کو اپنی آغوش میں لے لیتے ہیں، کیوں کہ جب وہ دیکھتے ہیں کہ ہمارے اس بندے کو ہمارے بغیر چین نہیں ملتا تو ہمیں بھی یہ اچھا لگتا ہے کہ ہمارا یہ بندہ بھی ہمارے پاس بیٹھا رہے، ہم سے دور نہ ہو، اس لیے اس کو صرف اپنے لیے منتخب فرمالیتے ہیں اور اسے سارے جہاں کے کاموں سے بے کار کردیتے ہیں اور دوسروں کو اس کے کام میں لگادیتے ہیں، اور اس کے دنیاوی کام انجام دیتے ہیں اور یہ اپنے اللہ کے پاس رہتا ہے، ہر وقت ایک کیفیتِ حضوری اس کی جان کو نصیب ہوتی ہے اور یہ ساری دنیا سے بے نیاز ان کے کاروبارِ محبت میں مشغول رہتا ہے۔ اسی کو مولانا رومی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں۔

تا بدانی ہر کہ را یزداں بخواند
از ہمہ کارِ جہاں بے کار ماند

ترجمہ: جان لو کہ جس کو حق تعالیٰ اپنا بنانا چاہتے ہیں اس کو سارے جہاں کے کاموں سے بے کار کردیتے ہیں اور ہر وقت اپنے پاس رکھتے ہیں۔

صفحہ ۴۶ پر موجود فارسی اشعار کا ترجمہ: (۱)۔ یہ میرؔ آپ پر مرتا ہے اور آپ کے ہاتھوں میں مثل مُردہ کے ہے، اے میرے محبوب آپ کو اختیار ہے چاہے اِسے دفن کردیں یا زندہ کردیں یعنی اللہ والا بنادیں۔ (۲)۔ عشرت کی روح میری روح کے لئے آرام وسکون ہے کیونکہ اس کی جان ہر وقت میری محبت سے مست وسرشار ہے۔ (۳)۔ جس طرح حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے عشق ومحبت میں حضرت امیر خسروؒ کا مقام تھا، اِسی طرح اختر کے لئے تیری ذات امیر خسروؒ کی ایک علامت اور نشانی ہے۔

حضرت والا شیخ العرب والعجم مجددِ زمانہ عارف باللہ

حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے خادمِ خاص اور خلیفہ مجازِ بیعت

حضرت اقدس شاہ سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کے خلفاء مجازین بیعت کی فہرست

نمبر شمار	نام	پتہ
۱	جناب مفتی انوار الحق صاحب	حال مقیم بیتِ میر، گلستانِ جوہر، کراچی مستقل پتہ: ضلع وتحصیل چارسدہ ڈاکخانہ عمر زئی گاؤں آخونڈ ھیری
۲	جناب نعمان میمن صاحب	20 دار الامن کوآپریٹو ہاؤسنگ سوسائٹی بلاک 7/8 نزد ہل پارک کراچی
۳	جناب ڈاکٹر عارف صاحب	مکان نمبر N-147 بلاک 2 پی ای سی ایچ ایس کراچی
۴	جناب مفتی فضل واحد صاحب	ناصر آباد ڈاکخانہ رسول آباد ضلع وتحصیل چارسدہ
۵	جناب سید مصباح الحسن صاحب	مکان نمبر R-22 سندھ بلوچ سوسائٹی بلاک 12 گلستان جوہر کراچی

۶	جناب نوید صاحب (میڈیکل والے)	مکان نمبر، A-79/1 سندھ بلوچ سوسائٹی، گلستان جوہر بلاک 12 کراچی
۷	جناب محمد یحییٰ صاحب	مکان نمبر A-19 سندھ بلوچ سوسائٹی، گلستان جوہر بلاک 12 کراچی
۸	جناب اقبال احمد صاحب	B-38 سندھ بلوچ سوسائٹی گلستان جوہر بلاک 12 کراچی
۹	جناب راحیل اعجاز صاحب	پہلی منزل مکان B-213 سندھ بلوچ سوسائٹی گلستان جوہر بلاک 12 کراچی
۱۰	ڈاکٹر سیّد طلحہ شاہ صاحب	B-42 عسکری X نزد علامہ اقبال ائرپورٹ لاہور
۱۱	قاری محمد وجاہت عتیق صاحب	004 میزونائن فلور، اجمیر پرائیڈ گلستان جوہر کراچی
۱۲	جناب مولانا محمد احمد صاحب	جامع مسجد قباء، سیکٹر I-11 یوپی موڑ، نارتھ کراچی
۱۳	جناب محمد انس قریشی صاحب	اے بی ایس اپارٹمنٹ فلیٹ نمبر C-6 ناظم آباد نمبر 2 کراچی
۱۴	جناب محمد الیاس صاحب	F-5 مہران ایکسٹینشن ۲ بلاک نمبر 16 گلشن اقبال کراچی

۱۵	ڈاکٹر سیّد سعید الہدیٰ صاحب	O-13 بلاک 13-A حسن اپارٹمنٹ گلشن اقبال کراچی
۱۶	جناب وقاص حسن قاضی صاحب	B-16 ریجنسی ہائٹس بلاک 4 گلشن اقبال کراچی
۱۷	جناب باسم وحید صاحب	A-563 بلاک نمبر 3 گلشن اقبال کراچی
۱۸	جناب مفتی حبیب اللہ صاحب	مدرسہ سراجیہ نزد کمشنری لورالائی بلوچستان
۱۹	جناب مفتی وصال محمد صاحب	ضلع چارسدہ تحصیل تنگی گاؤں وڈاکخانہ مرزا ڈھیر
۲۰	جناب قیصر امام صاحب	King Fahad University of Petroleum Mineral (K.F.U.P.M) # 1087 5107 Qateef Street Ferdaus Court. Dhahlam. Saudi Arabia
۲۱	جناب مولوی عبدالرحمٰن صاحب (افریقی، نائیجیری)	Over Star بنگلوز، گلستانِ جوہر مال کراچی (مدرسہ ابن عباس)
۲۲	جناب مولانا عبدالغفور صاحب	محلہ شاہ مس گاؤں دارمائی تحصیل مٹہ ضلع سوات
۲۳	جناب مفتی نورالامین صاحب	ضلع چارسدہ تحصیل شب قدر گاؤں وڈاکخانہ حاجی زئی

خلیفہ مجازِ صحبت

۱	جناب محمد اکبر صاحب	باغ کورنگی، سیکٹر ۱۰۔ مکان E-130

......☆......☆......☆......

حضرت اقدس شاہ سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

کی تحریر کا عکس

۲۱ اگست ۹۳ء ہفتہ

بعد فجر ST PIERRE کی مسجد اطیب المساجد

لطیفۂ ناصحانہ

اسی وعظ کے دوران فرمایا کہ ہر ایک بزرگ کا قول ہے

اعمل للدنیا بقدر مقامك فیہا واعمل للآخرۃ بقدر مقامك

فیہا دنیا کے لئے اتنی محنت کرو جتنا یہاں رہنا ہے

اور آخرت کے لئے اتنی محنت کرو جتنا وہاں رہنا ہے۔

لہٰذا ہر وقت یہ بیلنس لگاتے رہو کہ دنیا کے لئے

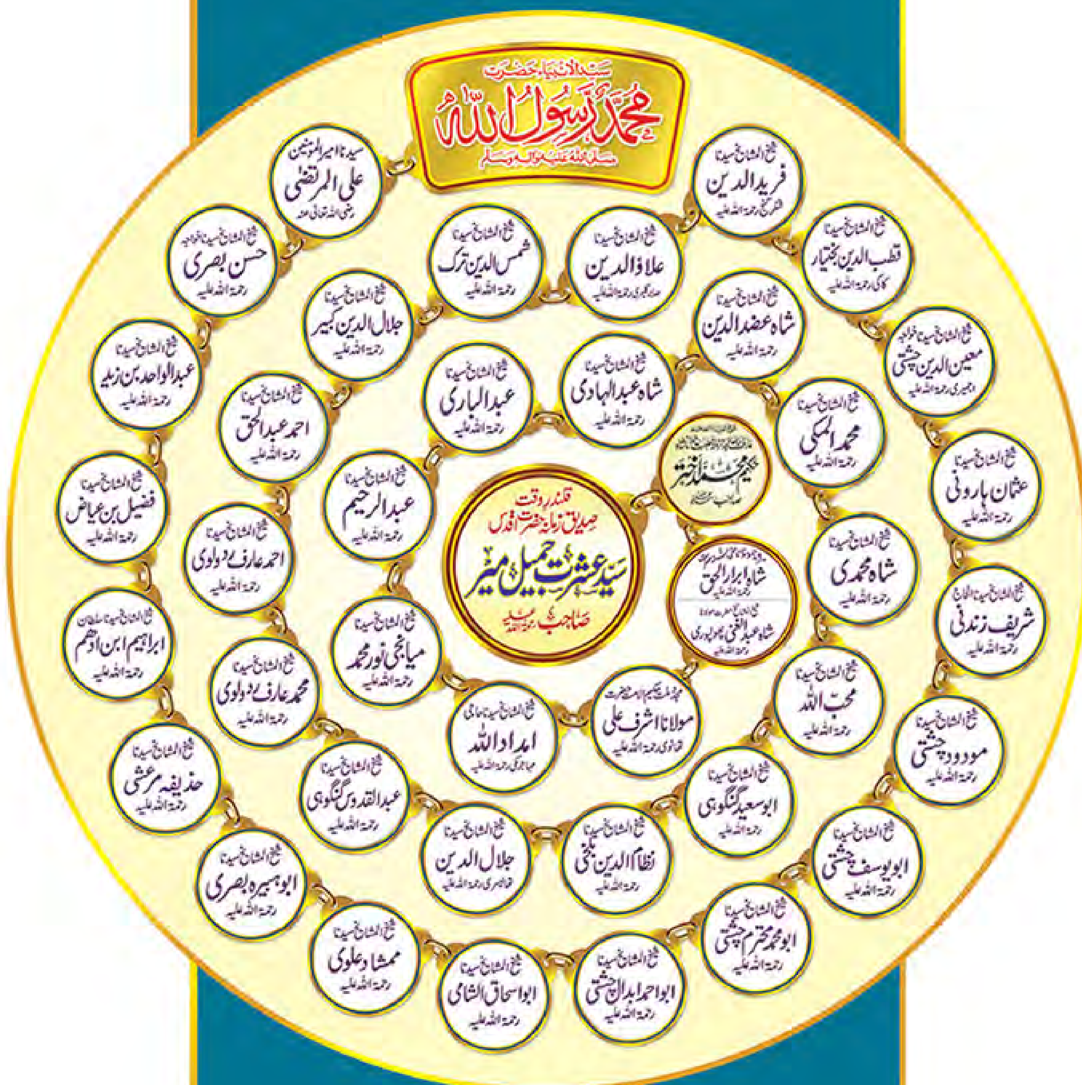
کتنی محنت کرنی چاہیے اور آخرت کے لئے کتنی کرنی چاہیئے

اور جو یہ بیلنس (Balance) نہیں

لگاتا وہ بیل ہوتا ہے۔

حضرت اقدس کے اس لطیفہ سے سامعین بہت محظوظ ہوئے

شجرہ مبارک



مرشدنا و مولانا صدیقِ زمانہ جاں نثارِ شیخ

قرۃ اعیننا، سکینۃ صدورنا، امام السالکین عارف العارفین

حضرت اقدس شاہ سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(یہ اشعار حضرت میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے چھوٹی ڈائری میں جو ہر وقت آپ کی جیب میں رہتی تھی، اپنے شیخ حضرت والا رحمۃ اللہ علیہ کی شان میں لکھے ہوئے تھے۔ یہ ڈائری حضرت کے انتقال کے بعد آپ کے کرتہ کی سینہ پر موجود جیب سے ملی۔ اشعار حضرت سعدی شیرازی رحمۃ اللہ علیہ کے ہیں۔ جامع)

گِلے خوشبوئے دَر حمام روزے
رسید از دستِ محبوبے بدستم

ایک دِن حمام میں ایک محبوب کے ہاتھ سے ایک خوشبودار مٹی میرے ہاتھ میں آئی۔

بدو گفتم کہ مُشکی یا عبیری
کہ از بُوئے دِل آویز تو مستم

میں نے اُس سے پوچھا کہ تُو مُشک ہے یا عبیر ہے کیونکہ میں تیری دِلکش خوشبو سے مست ہو گیا ہوں۔

بگفتا مَن گِلے نا چیز بُودم
ولیکن مُدتے با گُل نشستم

اُس نے کہا میں ایک ناچیز مٹی تھی لیکن ایک زمانے تک میں پھول کیساتھ رہی۔

جمالِ ہمنشیں دَر مَن اثر کرد
وگرنہ اِیں ہماں خاکم کہ ہستم

محبوب کا حُسن مجھ پر اَثر انداز ہوا،، ورنہ میں تو بس وہی خاک کی خاک ہی تھی یعنی کچھ نہ تھی۔



حضرت شیخ العرب والعجم

عارف باللہ مجدد زمانہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے فارسی اشعار

در مدحِ حضرتِ اقدس صدیقِ زمانہ شاہ سید عشرت جمیل میر صاحب رحمۃ اللہ علیہ (از معارفِ مثنوی)

در ذکرِ عزیزم مولوی محمد عشرت جمیل سلمہ اللہ تعالیٰ

جانِ عشرت عشرتِ جانِ من است　　جانِ او ہر لحظہ مستانِ من است

ترجمہ: عشرت کی روح میری روح کے لئے آرام و سکون ہے کیونکہ اُس کی جان ہر وقت میری محبت سے مست و سرشار ہے

اے حسام الدین توئی در جانِ من　　اے تو ہمرازِ دلِ رنجانِ من

ترجمہ: میرے دل میں تو تو ہی میرا حسام الدین ہے، تو ہی میرے غمزدہ دل کا رازدان ہے

سینۂ تو پُر ز اسرار و رُموز　　رازِ عشق و عاشقی را صد کنُوز

ترجمہ: تیرا سینہ حاملِ اسرارِ عشقِ مولیٰ ہے، تیرے دل میں عاشقوں کے لئے عشق اور محبت کے سینکڑوں خزانے پوشیدہ ہیں

جانِ تو چوں می کشد از ما سخن　　بہرِ تو از جانِ من جوشد لبن

ترجمہ: تیری جان مجھ سے گفتگو اور وعظ کرواتی ہے، تیرے لئے میری روح میں مثلِ شیرِ مادر جوش اُٹھتا ہے

خسروے بہرِ نظام الدینؒ بود　　بہرِ اخترؔ جانِ تو خسرو نمود

ترجمہ: جس طرح حضرت نظام الدین اولیاءؒ کے عشق و محبت میں حضرت امیر خسروؒ کا مقام تھا، اسی طرح اختر کے لئے تیری ذات امیر خسرو کی ایک علامت اور نشانی ہے

جانِ تو در عشق باشد باوفا　　بلکہ آموزد وفا از تُو وفا

ترجمہ: تیری جان عشق میں ایسی باوفا ہے کہ وفاداری خود تجھ سے وفا کا سبق سیکھتی ہے

از حسد محفوظ گرد انت خدا
عاقبت محمود گرد انت خدا

ترجمہ: میری دُعا ہے کہ اللہ تعالیٰ تجھے حاسدین کے شر اور حسد سے محفوظ رکھیں اور تجھے اچھے انجام سے بہرہ مند فرمائیں۔ آمین